1

خلاصۂ تحقیقاتِ دستگیریہ ردّ ہفواتِ براہینیہ

اُردو ترجمہ

رجم الشیاطین برد اغلوطات البراھین

-: **تالیف** :-

اَضعف عباد اللہ القدیر الفقیر غلام دستگیر الہاشمی القصوری -کان اللہ لہ-

اِسلامیہ پریس، لاہور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسّلام علی من لا نبیّ بعدہ و علی آلہ

وصحبہ الذین راعوا عھدہ. اما بعد !

حمد وصلوۃ وسلام کے بعد واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی نے - جو علماے غیر مقلدین سے ہے - غیر اسلامی فرقوں پر دین اسلام کی حقیت کے ظاہر کرنے کی غرض سے اُردو بولی (زبان) میں ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام 'براھین احمدیہ علی حقیۃ کتاب اللّٰہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ' رکھا اور چاروں حصے اس کے شہر امرتسر میں چھپوائے اور اس کے تیسرے حصے میں دعویٰ کیا کہ کامل ولیوں کا الہام قطع اور یقین کا مفید ہوتا ہے اور باتفاق سواد اعظم علما کے 'وحی رسالت' کا مترادف ہے چنانچہ اصل عبارات اس کی یہ ہیں :

''علماء اسلام وحی کو خواہ وحی رسالت ہو یا کسی دوسرے مومن پر وحی اعلام نازل ہو 'الہام' سے تعبیر کرتے ہیں۔'' (صفحہ۲۲۰)

''جب کہ سواد اعظم علماء کا الہام کو 'وحی' کا مترادف قرار دینے میں متفق ہیں۔'' (صفحہ ۲۲۱)

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ الہام یقینی اور قطعی ایک واقعی صداقت ہے جس کا وجود افرادِ امت محمدیہ میں ثابت ہے۔'' (صفحہ۲۳۴)

پھر بیس ہزار قطعہ اشتہار کا بدیں مضمون چھپوا کر شائع کیا کہ:

'مؤلف (یعنی مرزا غلام احمد) نے کتاب براہین احمدیہ کو خدا کی طرف سے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے اور اُس نے اپنے الہامات وخوارق و کرامات واخبار غیبیہ واسرار لدنیہ وکشوف صادقہ و دعائیں مستجابہ کے راست ہونے سے دین اسلام کی راستی وصدق ظاہر کیا ہے اور ان خوارق وغیرہ پر آریہ وغیرہ شاہد

ہیں جس کا ذکر تفصیل وار کتاب براہین احمدیہ میں درج ہے اور مصنف کو علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے بشدت مشابہ ہیں اور اس کو خواص انبیاء و رسل کا نمونہ بنا کر بہ برکت متابعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اکابر اولیاء و ماتقدم پر فضیلت دی گئی ہے اور مصنف کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت و برکت ہے اور اس کی مخالفت سبب بُعد وحرمان کا ہے (یعنی حق تعالیٰ کی رحمت سے) ثبوت اور دلائل اس کے براہین احمدیہ کے چاروں حصص مطبوعہ کے پڑھنے سے جو ۳۷ جزو ہے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ (اور ادنیٰ قیمت اس کی پچیس روپیہ مقرر ہے)

پھر اسی اشتہار میں درج ہے کہ:

'اور اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے، جس کا خدا تعالیٰ کے روبرو اس کو جواب دینا پڑے گا'۔ الخ

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب
مطبوعہ ریاض ہند پریس، امرتسر پنجاب انتہیٰ ملخصاً
(مطبوعہ اشتہارات ج ا ص ۲۳ تا ۲۵)

پس اس اشتہار کی ترغیب کے سبب صدہا اہل اسلام نے اس کی کتاب خریدی چنانچہ پنجاب و ہندوستان وغیرہما میں وہ کتاب بہت مشہور ہوئی۔

اس کے تیسرے چوتھے حصے میں مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ بہت سی آیات قرآنی وعبارات عربیہ اس پر الہام ہوتی ہیں جیسا کہ صفحہ ۴۸۵ میں لکھا ہے اور یہ بھی صاف دعویٰ کیا ہے کہ اکثر آیات فضائل انبیا اس پر نازل ہوتی ہیں اور اُن آیات سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو مخاطب کیا ہے اور اُن خطابات سے وہی مراد ہے اور اکثر الہامی باتیں بلکہ سب کی سب جو اس پر وحی ہوتی ہیں۔ پرلے درجہ کی اس کی تعریف ہے جس سے نبیوں کے مرتبہ کو اس کا پہنچ جانا نکلتا ہے بلکہ بعض ملہمات سے

اس کی انبیا سے ترقی اور تعلّی سمجھ میں آتی ہے۔ والعیاذ باللہ من ذلک! جیسا کہ دونوں قسم کے ملہمات کا ہم نمونہ ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور جناب رسول خدا ﷺ کے راضی کرنے کی نیت سے ہم ان کا ردّ لکھتے ہیں۔

پہلے قسم کے الہامات کا نمونہ جس کو براہین احمدیہ کا مؤلف کامل الہام اور وحی رسالت کی مانند جانتا ہے، یہ ہے اُن آیات اور عربی فقرات کا ترجمہ:

[یا احمد بارک اللہ فیک]

(۱) اے احمد! اللہ نے تجھ میں برکت دی۔

[ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی]

(۲) تم نے کنکر نہیں پھینکے جب پھینکے تھے لیکن خدا نے پھینکے تھے۔

[لتنذر قوما ما انذر اباؤھم]

(۳) تُو ڈرا دے ان لوگوں کو جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔

[و لتسبین سبیل المجرمین]

(۴) اور تا کہ ظاہر ہو گنہگاروں کا راستہ۔

[قل ان امرت و انا اول المومنین]

(۵) تُو کہہ دے میں مامور ہوں اور دل سے ایمان لاتا ہوں ان الہاموں پر۔

[قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا]

(۶) تُو کہہ حق آ گیا اور جھوٹ نابود ہوا، جھوٹ نابود ہی ہونے والا ہے۔

[قل ان افتریته فعلی اجرامی]

(۷) تُو کہہ اگر میں افتراء کرتا ہوں یعنی خدا پر پس مجھ پر گناہ ہے۔

[و ما انت بنعمة ربک بمجنون]

(۸) اور تُو اپنے رب کی نعمت سے دیوانہ نہیں۔

[قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ]

(۹) تُو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، خدا تم سے محبت کرے گا۔

براہین احمدیہ ص ۲۳۸، ۲۳۹ سے یہ نو (۹) الہام منقول ہوئے ہیں پھر صفحہ ۲۴۰ میں یہ پانچ (۵) الہام درج ہیں۔

[انا کفیناک المستهزئین]

(۱۰) ہم مسخری کرنے والوں سے تیرے لیے کافی ہیں۔

[قل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون]

(۱۱) اور تُو کہہ دے تم اپنی جگہ عمل کرو میں بھی عمل کرتا ہوں۔ جلد تم معلوم کر لوگے۔

[یریدون ان یطفئوا نور اللّٰه بافواههم واللّٰه متم نوره و لی کره الکافرون]

(۱۲) وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔

[اذا جاء نصر اللّٰه و الفتح]

(۱۳) جب آ گئی نصرت اور فتح خدا کی۔

[هذا تاویل رویا من قبل قد جعلها ربی حقا]

(۱۴) یہ میری پہلے خواب کی تاویل ہے خدا نے اس کو سچ کر دیا ہے۔

پھر ص ۲۴۱ یہ پانچ (۵) الہام لکھے ہیں:

[قل اللّٰه ثم ذرهم فی خوضهم یلعبون]

(۱۵) تُو خدا کا نام لے پھر ان کو چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں۔

[و لن ترضی عنک الیهود و لا النصاری و قل رب ادخلنی صدق مدخل صدق]

(۱۶) اور ہرگز نہ راضی ہوں تجھ سے یہود و نصاریٰ اور تُو کہہ خداوند مجھے راستی کی جگہ داخل کر۔

[انا فتحنا لک فتحا مبینا]

(۱۸) ہم نے تیری فتح کر دی ہے ظاہر فتح۔

[و وجدک ضالا فهدی]

(۱۹) اور تجھے گمراہ پا کر راستہ دکھلایا۔

پھر ص۲۴۲ میں تین (۳) الہام ہیں:

[قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراهیم]

(۲۰) ہم نے کہا اے آگ تُو ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔

[یایها المدثر قم فانذر و ربک فکبر]

(۲۱) اے لحاف پوش کھڑا ہو جا اور ڈرا اپنے رب کی تکبیر کہہ۔

[و امر بالمعروف و انه عن المنکر]

(۲۲) اور نیکی کا حکم کر اور گناہ سے ہٹا۔

پھر ۴۸۶ میں براہین احمدیہ کا مولف کہتا ہے کہ یہ الہامات مجھ پر نازل ہوئے ہیں:

[بورکت یا احمد و کان لمبارک الله فیک حقا فیک]

(۲۳) اے احمد! تُو برکت دیا گیا ہے اور خدا نے جو یہ تجھے برکت دی ہے۔ تیرا حق تھا۔

پھر ص۴۸۹ براہین میں لکھتا ہے کہ:

[انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی]

(۲۴) خدا نے مجھے کہا تُو مجھ سے میری توحید اور تفرید کے مرتبہ میں ہے۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوری نے اپنے عربی اخبار شفاء الصدور میں لکھا ہے کہ مؤلف براہین احمدیہ (مرزا قادیانی) نے اس الہام میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میرا منکر خدا کی توحید کا منکر ہے۔ انتہیٰ مترجمہ۔ [ان مولف البراهین ادعی ان منکره منکر التوحید]

پھر ۴۹۱ صفحہ میں براہین احمدیہ کے یہ الہام لکھا ہے کہ:

[اذا جاء نصر الله والفتح و تمت کلمة ربک هذا الذی کنتم به تستعجلون]

(۲۵) جب خدا کی مدد آ گئی اور فتح اور تیرے رب کی بات پوری ہوگئی، یہ وہ چیز ہے جس کے لیے تم جلدی کرتے تھے۔

اوران فقرات آیات کا ترجمہ براہین کے ص۴۹۱ کی سطر ۱۸ اور ۱۹ میں یوں لکھا ہے کہ:

جب مدد اور فتح الٰہی آئے گی اور تیرے رب کی بات پوری ہو جائے گی تو کفار اس خطاب کے لائق ٹھہریں گے کہ یہ وہی بات ہے جس کے لیے تم جلدی کرتے تھے۔ انتہیٰ بلفظہ

ص۴۹۳ میں براہین والے نے اپنے لیے یہ الہام لکھا ہے:

(۲۶) ”**دنی فتدلی**“ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا۔ ”**فکان قاب قوسین او ادنی**“ پس ہوا قدر دو کمانوں کا یا اس سے بہت نزدیک۔

پھر ص۴۹۶ میں اپنے لیے ان الہامات کا دعویٰ کیا ہے کہ:

[یا ادم اسکن انت و زوجک الجنة. یا احمد اسکن انت و زوجک الجنة]

(۲۷) اے آدم! تو اپنی زوجہ سمیت بہشت میں رہ۔ اے احمد! تو اپنی زوجہ کے ساتھ بہشت میں مکان پکڑ۔

پھر مراد اس کی یوں لکھتا ہے:

اے آدم اے مریم اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ انتہیٰ بلفظہ

پھر ص۵۰۳ میں اپنے لیے یہ الہام درج کیے ہیں:

[انک علی صراط مستقیم]

(۲۸) بے شک تُو صراط مستقیم پر ہے۔

[فاصدع بما تومر و اعرض عن الجاهلین]

(۲۹) خدا کے حکم کو ظاہر پہنچا اور جاہلوں سے روگردانی کر۔

پھر ص۵۰۴ میں آیت کا الہام لکھا ہے اور ترجمہ اس کا خود کیا ہے:

[تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان]

(۳۰) ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے امت محمدیہ میں کئی اولیاء کامل بھیجے پھر شیطان نے ان کے توابع کی راہ کو بگاڑ دیا......الخ۔'' انتہیٰ بلفظہ

اب ظاہر ہے کہ کاف خطاب جو آنحضرت ﷺ کی طرف راجع تھا اس سے براہین والے نے اپنا نفس مراد رکھا ہے اور رسولوں سے اولیاء امت ارادہ کئے ہیں اور اسی صفحہ میں اپنے لیے آیت کا الہام بھی لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ کرتا ہے:

[سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا]

(۳۱) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو رات کے وقت میں سفر کرایا یعنی ضلالت اور گمراہی کے زمانہ میں جو رات سے مشابہ ہے مقامات معرفت اور یقین تک لدنی طور سے پہنچایا۔ انتہیٰ بلفظہ

پھر صفحہ ۵۰۶ میں ان دونوں آیتوں کا اپنی طرف الہام ہونا ظاہر کیا جن کا ترجمہ یہ خود لکھتا ہے کہ؛

[و اذا سالک عبادی انی فانی قریب الخ]

(۳۲) اور جب تجھ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والے کے دعا قبول کرتا ہوں۔

[و ما ارسلنک الا رحمة للعلمین]

(۳۳) اور میں نے تجھے اس لیے بھیجا ہے تا کہ سب لوگوں کے لیے رحمت کا سامان پیش کروں۔ انتہیٰ بلفظہ۔

پھر صفحہ ۵۱۰ میں چند آیات قرآنی اپنے حق میں نازل کر کے ان کا خود ترجمہ یوں لکھتا ہے:

[لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین]

(۳۴) کیا تو اسی غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ کیوں نہیں ایمان لاتے۔

[و لا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون]

(۳۵) اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں میرے ساتھ مخاطبت مت کر وہ غرق کیے جائیں گے۔

[یا ابراهیم اعرض عن هذا انه عبد غیر صالح]

(۳۶) اے ابراہیم! اس سے کنارا کر، یہ صالح آدمی نہیں۔

[انما انت مذکر]

(۳۷) تو صرف نصیحت دہندہ ہے۔

[و ما انت علیهم بمسیطر]

(۳۸) اور نہ تو ان پر داروغہ نہیں ہے۔

یہ چند آیات جو بطور الہام القاء ہوئی ہیں بعض خاص لوگوں کے حق میں ہیں۔ انتہی بلفظہ یعنی مراد ''غرق کئے گئے'' اور ''غیر صالح'' سے بعض خاص لوگ ہیں۔

پھر صفحہ ۵۱۷ میں بعض آیات قرآنی کا اپنے لئے نازل ہونا قرار دے کر ترجمہ ان کا یوں لکھا ہے:

(۳۹) اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی۔

[انا اعطینک الکوثر]

(۴۰) ہم نے تجھ کو معارف کثیرہ عطا فرمائے ہیں۔

[فصل لربک و انحر]

(۴۱) سو اس کے شکر میں نماز پڑھ اور قربانی دے۔

[و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک و رفعنا لک ذکرک]

(۴۲) اور ہم نے تیرا بوجھ جس نے تیری کمر توڑ دی، اُتار دیا اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیا ہے۔ انتہی بلفظہ

پھر صفحہ ۵۵۶ میں ایک آیت اپنے لیے وارد کر کے صفحہ ۵۵۷ میں اس کا ترجمہ کیا ہے:

[یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی و جاعل الذین اتبعوک فوق

الذين كفروا الى يوم القيامة]

(۴۳) اے عیسیٰ! میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک فائق رکھوں گا۔ اس جگہ ''عیسیٰ'' کے نام سے بھی عاجز مراد ہے۔ انتہیٰ ملخصاً

نیز صفحہ ۵۵۵ میں فقرہ عربیہ کا الہام لکھ کر اس کا ترجمہ صفحہ ۵۵۶ میں یوں کرتا ہے:

[قل عندی شهادة من الله فهل انتم مؤمنون]

(۴۴) میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہیں لاتے یعنی خدا تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا یہ سب خدا کی شہادت ہے جس کو قبول کرنا ایمان داروں کا فرض ہے۔ انتہیٰ بلفظہ

پھر صفحہ ۵۶۱ میں آیت قرآنی اپنے لیے نازل کر کے ترجمہ اس کا صفحہ نمبر ۵۶۲ میں یوں کرتا ہے کہ:

[قل جاء كم من الله نور فلا تكفروا ان كنتم مومنين]

(۵۴) کہہ خدا کی طرف سے نور اُترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔ انتہیٰ بلفظہ

پھر ۵۶۱ میں حضرت سلیمان و حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہما السلام کے حق کی آیات اپنے لیے نازل کر کے صفحہ ۵۶۲ میں تصریح کرتا ہے کہ مراد ان سے میں ہوں چنانچہ اصل عبارت اس کی یہ ہے کہ:

[ففهمناها سليمان]

(۴۶) وہ نشان سلیمان کو سمجھائے یعنی اس عاجز کو۔

[فاتخذوا من مقام ابراهيم مصلى]

(۴۷) سو تم ابراہیم کے نقش قدم پر چلو یعنی رسول کریم ﷺ کا یہ طریقہ حقہ کہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندہ سے دریافت کر

لیں اور اس پر چلیں ۔ انتہیٰ بلفظہ

یہ خاتمہ اس کی کتاب یعنی چوتھے حصے کا ہے پس ان سینتالیس (۴۷) الہامات سے جو اکثر آیات قرآنی اور بعض فقرات عربیہ ہیں جن کو مؤلف براہین احمدیہ نے اپنے لیے الہام اور وحی قرار دیا ہے۔ بخوبی ظاہر ہے کہ اس شخص نے لوازم رسالت (۱) اور خواص نبوت اپنے لیے ثابت کیے ہیں۔

کیونکہ اوّل اُس نے برخلاف اہل سنت اس پر یقین کیا ہے کہ اولیا کا الہام اور وحی رسالت دونوں ایک معنی رکھتے ہیں اور الہام بھی قطعی ویقینی ہوتا ہے۔ پھر اس نے بڑے استحکام سے ثابت کیا ہے کہ جو مضامین اس پر نازل ہوتے ہیں ان کی تبلیغ واجب ہے۔ اور وہ ڈرانے خوشخبری سنانے پر مامور ہے کہ جس نے خدا کا دوست بننا ہو اس کی متابعت کرے، خدا اس سے محبت کرے گا اور یہ کہ اس کے ملہمات کا قبول کرنا لوگوں پر فرض ہے اور ان کا انکار منع ہے۔ پس جو اس پر ایمان لایا وہ مومن ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافروں سے ہے جیسا کہ ۴۴ اور ۴۵ ویں الہام کے ترجمہ اردو میں اُس نے خود تصریح کی ہے اور رسالت ونبوت کے معنی یہی ہیں کہ ایسی فضیلت عظمیٰ حاصل ہو۔ اور نبیوں کے ساتھ شرکت کا مطلب یہی ہے کہ ایسے بڑے رتبہ پر مشرف ہو۔

علاوہ ازیں جن خطابات سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثنا کو مخاطب کیا ہے۔ صاحب براہین اب ان خطابات سے اپنے نفس کو مراد رکھتا ہے تو یہ صراحتاً الحاد فی الآیات نہیں تو اور کیا ہے؟ اور قرآن شریف کی تحریف معنوی میں کون سا دقیقہ فروگزرا چھوڑا ہے!۔

اگر کسی کو شبہ گزرے کہ مؤلف براہین کا اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا تابع جانتا ہے اور اپنے لیے اُن فضائل عظیمہ کا حاصل ہونا آپ ﷺ کی متابعت سے بطور ظِلّیت مانتا ہے جیسا کہ اس نے اشتہار منقولہ بالا میں تصریح کی ہے، نیز کئی جگہ براہین میں اقرار کرتا ہے کہ وہ مورد حدیث 'علماء أمتی کأنبیاء بنی إسرائیل' کا ہے تو اس حالت میں کیونکر متصوّر ہو کہ وہ رسالت اور نبوت کو اپنے لیے ثابت کرتا ہے؟۔

---

(۱) چنانچہ انبیا سے اپنا مراد ہونا اور اپنی تصدیق کو ایمان اور اپنے انکار کو کفر سے تعبیر کرنا وغیرہ ذلک جو ان الہامات سے صراحتاً ظاہر ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

دیکھو وہ اپنی فضیلت اولیا پر ثابت کر رہا ہے اور یہ اُس نے ہرگز نہیں کہا کہ میں انبیا سے ہوں۔

تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ صریح یہ ثابت ہے کہ مؤلف براہین نے اپنی کتاب نصاری اور یہود اور بت پرستوں کے مقابلہ میں واسطے ظاہر کرنے حقیّت دین اسلام کے تالیف کی ہے تو اس کتاب میں یہ درج کرنا کہ میں نبیوں کی صفتوں سے جو قرآن میں مذکور ہیں- موصوف ہوں اور آیات قرآنی جن میں رسولوں کے خاصےّ مسطور ہیں مجھ پر نازل ہوتی ہیں اُن کا مورد میں ہوں- کیا فائدہ رکھتا ہے؟ کیونکہ جن کو قرآن پر ایمان ہی نہیں وہ ان باتوں پر کیونکر تصدیق کریں گے اور مؤلف براہین کی عظمت شان پر ایمان لائیں گے۔

پس معلوم ہوا کہ اصلی غرض براہین والے کی ان الہامات کے بیان اور وحی کے عیاں سے مسلمان سے باور کرانا ہے کہ میں سب ولیوں سے افضل ہوں اور نبیوں کا نمونہ ہوں اور اس کے قادیان میں مکہ معظّمہ کی طرح وحی اُترتی ہے اور اب خدا کا حکم ہے کہ سب لوگ قریب و بعید ہر طرف سے قادیان میں آئیں اور ہدایت پائیں اور جو نہ حاضر ہوگا خدا تعالیٰ اُس سے حساب لے گا جیسا کہ اشتہار سے نقل اس کی اوپر منقول ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے دعوے اکابر صحابہ، خلفاے راشدین و امامان اہل بیت و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے- جو افضل ہیں ساری امت سے صادر نہیں ہوئے۔

پس صاحب براہین کے یہ دعوے صریح مساوات کا اظہار ہے انبیا و مرسلین سے، اگرچہ وہ اہل اسلام کے بلوے کے خوف سے صاف اقرار نہیں کرتا کہ میں رسول ہوں لیکن یہ تو اس پر نازل ہو رہا ہے :

قل انی امرت و انا اول المؤمنین .

فاصدع بما تؤمرو اعرض عن الجاهلین .

لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین .

قد جاء کم نور من اللّٰہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین

جن کا ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے پس یہ دعویٰ نبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ مع ہذا اس نے اشتہار میں صراحتاً لکھا گیا ہے کہ میں انبیا و رسل کا نمونہ ہوں جس کی نقل اوپر ہو چکی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ نمونہ

شے کا عین وہ شے ہوتی ہے جیسا کہ فارسی کی نثر مشہور ہے؛ مشتے نمونہ ازخروارے، یعنی گیہوں کے انبار سے مثلاً ایک مٹھی اس کا نمونہ ہے۔

تو اس اقرار و اشتہار سے ثابت ہے کہ صاحب براہین اپنے آپ کو انبیا و مرسلین سے جانتا ہے۔ پس صاف یہ مثلیت ہے کہ نہ ظِلّیت اور نیز اس نے براہین کے صفحہ ۵۰۴ میں یہ فقرہ اپنا الہام لکھا ہے :

جری اللّٰہ فی حلل الأنبیاء .

اور اس کا ترجمہ اور تفسیر یوں کرتا ہے کہ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ؛

> ’منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حُلّہ انبیاء ہیں اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حُلّہ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیل ناقصین عطا ہوتا ہے‘۔ انتہیٰ بقدر الحاجۃ

پس براہین والے کی خود تصریح سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مورد ہونا نبیوں کا خاصہ ہے تو اس کو اپنے لیے ثابت کرنا نبوت کا اثبات ہے اور یہ کہنا کہ غیر انبیا کو بطور مستعار، یہ حُلہ ملتا ہے باطل ہے۔ کیونکہ منصب ورود وحی رسالت غیر انبیا کو ہرگز نہیں ملتا اور ولیوں کا الہام وحی رسالت سے مترادف نہیں، اس لیے کہ وحی رسالت ملائکہ کی حفاظت سے محفوظ ہوتی ہے۔ اور اس کی اطلاع میں ہرگز کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوتا اور نہ اس میں احتمال خطا کا ہوتا ہے۔ اسی واسطے مکلّفین پر اس کا قبول واجب ہے۔ جس نے اس کو مانا وہ مومن ہے جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔ برخلاف الہام اولیا کے، کیونکہ الہام سے اگرچہ بعض حقائق ذات وصفات الٰہی کا علم حاصل ہوتا ہے یا بعض وقائع دنیا کا بھی یقین ہو جاتا ہے مگر بجمیع الوجوہ شک وشبہ اس سے زائل نہیں ہوتا اور احتمال خطا کا اس میں باقی رہتا ہے، اس لیے لوگوں پر اس کا ماننا لازم نہیں ہوتا جیسا کہ تفسیر فتح العزیز میں آیت ’عالم الغیب‘ کے نیچے اس پر تصریح ہے اور یہ بھی اعتقاد اہل سنت ہے۔

لہٰذا نبیوں کی اخبار غیب پر ایمان واجب ہے اور کاہن ونجومی وغیرہما جو غیب کی خبر دیں اس کی تصدیق کفر ہے اور علیٰ ہذا مدعی الہام جو بعد الانبیاء اپنے الہامات کی خبر دے اس کی تصدیق بھی ناجائز ہے جیسا کہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر کی شرح کی ملحقات میں تصریح کی ہے۔

اکابر اہل سنت کا اتفاق تو اسی پر ہے اور غیر مقلدین اور ان کا امام صاحب براہین جو الہام اولیا کو حجت قطعی وحی رسالت کی طرح بتاتے ہیں، ان کی غلطی کا منشا حضرت خضر علیہ السلام کے الہام کا ذکر اور واقعہ الہام ام موسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام ہے جو منصوص قرآنی ہے جیسا کہ براہین کے صفحہ ۵۴۸ میں لکھا ہے۔ نیز ’خضر جن میں سے کوئی نبی نہ تھا‘۔ انتھیٰ یہ اس شخص کا جہل عظیم ہے کیونکہ علمائے عقائد حقہ وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر جمہور علما کے نزدیک نبی ہیں اور قرآن مجید صاف ناطق ہے۔ اختلاف حال و مآل وحی موسیٰ اور الہام مادر موسیٰ میں کیونکہ ہر چند ان کو الہام منجانب اللہ تعالیٰ ہوا تھا کہ اپنے فرزند کو دریا میں ڈال دے، وہ سلامتی سے تیرے پاس آجائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمان ہے کہ جب تُو موسیٰ کے معاملے میں خائف ہو تو اُسے دریا میں ڈال دینا اور خوف و غم نہ کرنا، ہم تیری طرف اس کو لوٹا دیں گے اور اس کو رسول بنا دیں گے۔ یہ ترجمہ ہے آیات کا۔

تو اس الہام پر مادر موسیٰ کو خود بھی اطمینان نہ ہوا تھا، ورنہ اس کی ایسی حالت نہ ہوتی۔ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے: ’وَاَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فَارِغًا۔ الآیۃ‘ یعنی اور ہو گیا دل ماں موسیٰ کا خالی صبر سے۔ تحقیق نزدیک تھا کہ البتہ ظاہر کر دے اس کو اگر نہ باندھ رکھتے ہم اوپر دل اس کے ہمت، تو کہ ہو ایمان والوں میں سے اور بے شک حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام اس وحی میں مطمئن تھے کہ: ’لَا تَخَافُ دَرَکًا وَّ لَا تَخۡشٰی ‘ یعنی فرعونیوں کے پکڑ لینے سے مت ڈر، اسی لیے جب آپ کے اصحاب متحیر ہوئے اور قوم فرعون کے لشکر کو دیکھ کر بولے جیسا کہ قرآن میں خبر دی گئی کہ بے شک ہم پکڑے گئے تب حضرت موسیٰ کے جواب کو قرآن نے یوں حکایت کیا کہ ہرگز نہیں پکڑے جانے میرے ساتھی، میرا رب ہے مجھے راستہ دکھا دے گا۔

پس بشہادت قرآن مبین وحی رسالت و الہام اولیا میں فرق آسمان و زمین پیدا ہو گیا اور جو ان دونوں کو ایک ہی جانتا ہے وہ بالکل باطل پر ہے بالیقین اور حدیث: ’علماء امتی کأنبیاء بنی إسرائیل‘ بے اصل ہے چنانچہ دمیری اور زرکشی اور عسقلانی تینوں نے کہا ہے۔ علامہ قاری نے رسالہ ’المصنوع فی احادیث الموضوع‘ میں اس پر تصریح کی ہے۔ (مطبوعہ لاہور کے ص ۱۶ سطر ۱۹ میں دیکھو)

رہا دعویٰ صاحب براہین کہ میں تابع ہوں آنحضرت ﷺ کی شریعت کا۔ سو ہر چند یہ دعویٰ محض زبانی ہے، دل سے نہیں جیسا کہ اس کی کتاب اس پر شاہد ہے اور عنقریب اس کا بیان ہو گا تاہم دعویٰ

اتباع منافی نبوت و رسالت نہیں ہے کیونکہ براہین کے صفحہ ۴۹۹ میں ہے کہ: ’مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے‘۔ انتہیٰ! پس جیسا کہ بموجب زعم براہین والے کے اتباع اور خادمیت حضرت موسیٰ نے حضرت مسیح کی نبوت میں کچھ خلل اندازی نہیں کی۔ ویسا ہی یہ شخص باوجود اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ واخوانہ وسلم کے اپنے آپ کو خصائص نبوت و رسالت سے موصوف کر رہا ہے۔

نیز انبیا اگرچہ بحسب مراتب و قرب عنداللہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ چنانچہ تیسرے سپارہ کی ابتدائی آیت کا یہ ترجمہ ہے کہ وہ رسول ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے۔ [تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ] مگر مؤمن بہ ہونے میں سب انبیا برابر ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں مؤمنین سے حکایت فرمائی ہے کہ ہم نہیں فرق کرتے ہیں یعنی ایمان لانے میں رسولوں کے درمیان۔ [لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ]

الحاصل! غور کرنے والا عالم جب ملہمات صاحب براہین میں تدبر اور تعمق فرماتا ہے تو یقیناً معلوم کر جاتا ہے کہ براہین والے نے صاف دعوی برابری کا انبیا سے کیا ہے۔ (دیکھو صاحب براہین احمدیہ ص ۵۱۱)

براہین میں آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الآیۃ) کو اپنے حق میں نازل کر کے ص ۵۱۲ کی سطر ۱۶، ۱۷ میں اس کا ترجمہ یوں لکھتا ہے :

> پھر فرمایا کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں۔ وہی اکیلا معبود ہے۔ جس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔ انتہی بلفظہ

اور براہین کے ص ۲۴۲ میں آیت: ”وَاتْلُ عَلَيْهِمْ“ کو اپنے حق میں نازل کر لیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :

> ’’اور پڑھ اُن پر جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف تیرے رب سے۔‘‘

پس یہ صریح مقابلہ ہے صاحب براہین کا سید المرسلین ﷺ سے۔

الغرض! براہین کا مؤلف ہر چند اپنی زبان سے صریح دعوی نہیں کرتا کہ میں نبی ہوں تا کہ اہل

اسلام خواص وعوام بلویٰ نہ کردیں لیکن اس میں شک نہیں کہ کوئی خاصہ خواص انبیا سے باقی نہیں چھوڑا جس کو اس نے اپنے لیے ثابت نہ کرلیا ہو۔

بلاشبہ اس کی مثال علی گڑھ والے نیچری (سرسید احمد خان) کی ہے جس طرح اس نے اسلام کے فرائض کو اٹھا دیا ہے اور کبیرہ گناہوں کو حلال بنا دیا ہے جس پر اس کی تفسیر قرآن اور اخبار 'تہذیب الاخلاق' شاہد ہے اور فقیر راقم الحروف- کان اللہ لہ- نے اس کے ہفوات کے رد میں ایک رسالہ مستقلہ جس کا نام 'جواہر مضیہ رد نیچریہ' ہے شائع کیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک! پس یہ نیچری باوصف تنسیخ شرع متین اور مخالطت جمیع علماے ربانیین اپنے آپ کو خواص اولیا اور دین کی تائید کرنے والوں سے جان رہا ہے۔ ایسا ہی حال ہے صاحب براہین کا علماے راسخین کی نظروں میں ہے۔ چنانچہ مولانا فیض الحسن مرحوم سہارنپوری نے اپنے اخبار 'شفاء الصدور' میں صاف لکھ دیا ہے کہ مرزا قادیانی مثلِ علی گڑھی نیچری کے ہے یعنی اختلال دین اسلام واضلال خواص وعوام میں۔

رہا یہ اِدّعا براہین والے کا کہ 'میں اکثر اکابر اولیاے ماتقدم سے افضل ہوں' سو یہ بھی مثل دعویٰ نمونہ انبیا کے سراسر باطل ہے کیونکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت ساری امت پر بحکم قرآن شریف اور صحیح حدیثوں کے ثابت ہے جیسا کہ دینی کتابوں میں مرقوم ہے اور باقی حال فضیلت اس مدعی کا آئندہ ظاہر ہو جائے گا۔ اس تحریر کو یاد رکھ کر سنیے کہ عجائب ملہمات مرزا قادیانی سے وہ بھی ہے جو ص ۴۹۸ میں **انا انزلناه قريباً من القاديان** الخ لکھ کر اس کا ترجمہ خود یوں کرتا ہے کہ ؛

> یعنی ہم نے (یعنی خدا فرماتا ہے) ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لیے حضرت نبی کریم ﷺ اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں، یعنی ص ۴۹۷، میں حدیث '**لو كان الايمان معلقا بالثريا لناله**' کا اشارہ قادیانی کی طرف ہے اور خدا تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا

ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے :

> ''ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ''
>
> یعنی خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس سچے دین کو سب دینوں پر غالب کر دے۔
>
> یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے اگر وہ حامد ہیں تو وہ احمد ہے اور اگر وہ محمود ہیں تو وہ محمد ہے سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامّہ ہے اس لیے خداوند کریم نے مسیح کی پیشین گوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشین گوئی متذکرہ بالا کے ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔ یعنی روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے، اس عاجز کے ذریعہ سے مقدّر ہے گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔'' انتہیٰ بلفظہ

فقیر- کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ ''انزال'' اور ''تنزیل'' قرآن کی اصطلاح میں آسمانی کتابوں کے اتارنے میں مستعمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں پر نازل کی گئی ہیں جیسا کہ ابتداے سورۂ بقرہ میں قرآن اور اس سے پہلے آسمانی کتابوں کے اُترنے کو 'انزال' کے لفظ سے ادا

فرمایا ہے۔ پھر سورۃ آل عمران میں قرآن مجید کے اتارنے کو 'تنزیل' اور 'انزال' اور انجیل و توریت کے بھیجنے کو 'انزال' کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور علیٰ ہذا القیاس بہت سی آیات قرآنیہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

پس جب براہین والے نے اپنے ملہمات کو ''انا انزلناہ'' سے تعبیر کیا اور بعد ازاں آیت ''وبالحق انزلناہ'' سے جو قرآن مجید کی صفت تھی - اپنے ملہمات کی صفت قرار دیا تو یہ تصریح ہے اس پر کہ وہ اپنے ملہمات کو مثل قرآن جانتا ہے پھر لفظ ''حق'' جو دونوں جگہ قرآن کی راستی کے بیان میں تھا اس کو 'ضرورت حقّہ'' سے ترجمہ کرنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ان ملہمات کا انزال واجب ٹھہرانا ہے حالانکہ یہ مخالفت صریح ہے عقائد اہل سنت سے کہ شرح فقہ اکبر و شرح عقائد نسفی وغیرہما جمیع کتب عقائد میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب نہیں۔ نیز اس کلام سے اشارہ ہے اس پر کہ دین ساری دنیا سے کیا عرب عجم گم ہو گیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مقام قادیان کو انزال ملہمات کے واسطے اختیار فرمایا چنانچہ چوتھے حصے کتاب کے اخیر اس نے تصریح کی ہے کہ:

> ''طریقہ حقہ جو حال کے زمانہ میں اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گیا ہے اور بعض یہودیوں کی طرح صرف ظواہر پرست اور بعض مشرکوں کی طرح مخلوق پرستی تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ طریقہ خداوند کریم کے اس عاجز بندے سے دریافت کر لیں اور اس پر چلیں۔''

اور اس سے اوپر لکھتا ہے کہ:

فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی .

مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم بنایا اور ساری خلقت کو میری اتباع کے واسطے فرمایا ہے۔

جیسا کہ اوپر ص ۵۶۱، ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے پس بے شک اس نے اپنے قادیان کو مکہ معظّمہ کی مثال نزول وحی میں بتایا جیسا کہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو ارشاد ہوا تھا:

''وکذالک اوحینا''

یعنی اور ایسے ہی وحی بھیجی ہم نے تیری طرف قرآن عربی تا کہ تُو ڈرائے مکہ والوں کو جو اس کے گرداگرد ہیں۔

اور دراصل قرآن مجید کے نزول کے بعد کسی چیز کے نزول کی کچھ بھی حاجت نہیں ہے کیونکہ

متقیوں کے لیے ہدایت ہے اور شرع محمدی میں قیامت تک امت مرحومہ کے واسطے کفایت ہے۔ پس یہ ادّعا کہ حق تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے واسطے قادیان پر معارف والہامات نازل کیے ہیں، حق سبحانہ پر محض افترا اور بالکل تقول فی دین اللہ ہے۔

اور افترا کی دلیلوں سے یہ بھی ہے کہ مؤلف براہین نے اس کے ترجمہ میں '**انزلناہ**' کی ضمیر مذکر کو مرجع مؤنث کی طرف راجع کیا ہے یعنی مرجع اس کا خوارق اور اُمور معجبہ بتاویل جماعت قرار دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ واحد مذکر کی ضمیر جمع کی طرف راجع نہیں ہوسکتی ہے۔ پس ان معنوں سے صحیح کلام یوں تھی "**انا انزلناھا**" تو ایسی غلط صریح کلام کو خدائے سبحانہ کی جانب منسوب کرنا نرا بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟۔ پھر قرآنی آیات جو آنخضرت ﷺ پر صدہا سال سے نازل ہوچکی ہیں، اب ان کے اتارنے میں کیا فائدہ ہے! بلکہ لاطائل اور تحصیل حاصل ہے۔

اس جگہ اگر کسی کو شبہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا ہے ہم نے تمہاری کتاب اُتاری ہے جس میں تمہارا ذکر ہے پس تم کیوں نہیں سمجھتے اور یہ بھی فرمایا اور بے شک ہم نے اتاریں تمہاری طرف روشن آیتیں جس سے ثابت ہوا کہ قرآن مسلمانوں کی طرف اتارا گیا ہے تو کیا مانع ہے اگر خوارق وغیرہ بہ توسل آیات قرآنی براہین والے پر نازل ہوں؟۔

تو جواب اس کا یہ ہے کہ قرآن عظیم صرف رسول کریم ﷺ پر ہی اُترا ہے، لیکن جبکہ قرآن میں ایسے احکام بھی بہ کثرت ہیں جن کی تبلیغ کے لیے آپ مامور تھے خواہ مومنین کو خواہ جمیع بنی آدم کو تو اس نظر سے مجازاً یوں بھی کہنا صحیح ہوگیا کہ قرآن لوگوں کی طرف اُتارا گیا ہے اور اصل میں یہی معاملہ ہے جو ارشاد ہوا: "**و انزلنا الیک الذکر** "یعنی اور ہم نے تیری طرف نصیحت اتاری ہے تاکہ تُو لوگوں سے بیان کردے اور وہ فکر کریں۔

علاوہ ازیں وقت نزول قرآن کے مومنین کی طرف قرآن کا نزول کی اسناد باوصف اس یقین کے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو منزل علیہ اس کے ہیں وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کی کتاب اور دین ناسخ کتب وادیان ہے اس بات کو نہیں لازم پکڑتا ہے کہ اب تیرہ سو برس کے بعد صاحب براہین آیات قرآنی کا منزل علیہ بن جائے اور اس کے حق میں راست "**انا انزلناہ قریباً من القادیان**" پس یقیناً یہ بہتان اور ہذیان ہی ہے۔

اور یہ ادّعا براہین والے کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر قرآن مجید میں دی ہے اور ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے یہ بھی بالکل باطل ہے کیونکہ اس حدیث صحیح کا مشارالیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہے جیسا کہ بہت سے محدثین اور فقہا نے اس پر تصریح کی ہے، جس کا شمہ فقیر نے رسالہ ''تصریح ابحاث فرید کوٹ'' اور رسالہ **عمدة البيان فی اعلان مناقب النعمان** میں بیان کیا ہے۔

اور ایسا ہی آیت: ''**هو الذی ارسل رسوله (الآية)** '' نہ حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور نہ براہین والے کی طرف، اس میں اشارہ ہے بلکہ بالیقین باتفاق جمیع مفسرین بل بشہادت قرآن مبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعترتہ اجمعین کے حق میں نازل ہے۔ دیکھو اس کے اخیر 'و **کفی باللّٰه شهيدا**' کے ساتھ ہی ''**محمد رسول اللّٰه**''، قرآن شریف میں مرقوم ومرسوم ہے اور محی السنۃ اپنی تفسیر میں تصریح کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ پر کلام ختم ہوتا ہے، یعنی جس رسول کے بھیجنے کی حق سبحانہٗ نے خبر دی ہے وہ محمد رسول اللہ ہے۔

حضرت ابن عباس حبر امت اور اعلم بتفسیر القرآن سے یہ روایت ہے پھر ''**والذين معه**'' دوسری کلام شروع ہوئی۔ یہ ترجمہ ہے تفسیر معالم التنزیل کا۔ پس اس آیت کو آں حضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کے حق میں وارد کرنا قرآن مجید اور تفسیروں کے صریح مخالف ہونا ہے۔

افسوس ہے اس شخص کی سخت نادانی پر جو آیت کو بطور جسمانی حضرت مسیح کے حق میں اور بطور روحانی اپنے لیے پیشین گوئی بنا رہا ہے اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی ابتدا میں لفظ ماضی ہے جس سے صریح ثابت ہے کہ وہ رسول اللہ بھیجا گیا ہے تو اس سے آئندہ کا رسول کا آنا مراد رکھنا قرآن مجید کی تحریف ہے۔ اور پھر اس آیت میں جو لفظ ''رسول'' کا ہے تو اس سے اپنے نفس کی مراد رکھنی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اپنی شرکت ابتدائی ثابت کرنی یہ دعویٰ رسالت کا نہیں تو اور کیا ہے؟۔

اور اس آیت کے غلبہ موعود کو بوسیلہ حضرت مسیح ظہور میں آنے کا دعویٰ کرنا بموجب قول جمہور مفسرین کے باطل ہے کیونکہ یہ غلبہ سرور عالم ﷺ کے ظہور پُر نور سے حاصل ہو گیا اور آپ ﷺ پر نعمت الٰہی تمام ہو چکی جیسا کہ آیت ''**اليوم اكملت** '' (الآیۃ) اس پر شاہد ہے، چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں اس پر تصریح ہے۔ اور فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ فتح مکہ سے بڑھ کر جو کسی بشر کو نصیب

نہیں ہوئی ہے کون سا غلبہ دین اسلام کا ہوگا اور بیت اللہ کو بتوں کی پلیدیوں سے پاک کرنے سے کون سا ظہور دین متین مقابل ہو سکے گا!

اور دوسرا قول ضعیف کہ غلبہ وقت نزول حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے ہوگا، اس پر ہرگز دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ آیت حضرت مسیح وغیرہ کے حق میں پیشین گوئی ہے اور 'رسولہ' سے آنحضرت ﷺ کے سوا کوئی اور مراد ہے۔ حاشا وکلاّ! بلکہ مراد اس قول ضعیف سے یہ ہے کہ حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام جب آسمان سے اُتریں گے تو شرع محمدی کے تابع ہو کر دین اسلام کی تائید کریں گے تو یہ بھی سرور عالم ﷺ کے ہی غلبہ کی فرع ہوئی۔

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فقہ اکبر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ؛

> حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام حضرت مہدی سے جب اُتر کر ملاقی ہوں گے تو نماز کی تکبیر ہو چکی ہوگی، حضرت مہدی ان کو امامت کے لیے اشارہ کریں گے تب حضرت مسیح امامت نہ کریں گے۔ بدیں عذر کہ یہ تکبیر آپ کے لیے ہوئی ہے، آپ کی امامت اولیٰ ہے تب حضرت مسیح مقتدی ہوں گے تا کہ اُن کی متابعت سرور عالم صلی اللہ علیہ و اخوانہ وعترتہ وسلم سے ظاہر ہو جائے جیسا کہ آپ ﷺ نے حدیث ''لو کان موسیٰ حیا'' میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی اب اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اس کو بجز میری متابعت کے کوئی اور چارہ نہ ہوتا۔ پھر مولانا قاری لکھتے ہیں کہ اتباع کی وجہ ہم نے شرح شفاء وغیرہ میں آیت ''واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبین'' کے نیچے بیان کی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔

اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ متبوع جمیع انبیا ہیں بلکہ مواہب لدنیہ و دیگر کتب سیر میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں۔ الغرض آیت ''هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ'' (الآیۃ) سرور عالم ﷺ کے حق میں ہے، کوئی دوسرا اس کا مورد نہیں ہے۔ براہین والے کا دعویٰ سراپا باطل اور جھوٹ ہے۔

پھر یہ دعویٰ اس کا کہ میں آیات وانوار وتوکل وایثار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں اور فطرت میں باہم نہایت متشابہ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک درخت کے دو پھل۔ کما مر

نقله علی الصدر۔ سو یہ دعویٰ بھی مساوات کا ہے مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے، جیسا کہ ''نمونہ'' کا لفظ اور ''گویا'' کلمہ تشبیہ کا مفاد ہے۔

تفسیر اتقان میں منقول ہے کہ ''گویا'' یعنی ترجمہ ''کان'' کا وہاں مستعمل ہوتا ہے جہاں بہت قوی مشابہت ہو یہاں تک کہ دیکھنے والا مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق نہ کر سکے، اس لیے بلقیس کے قول سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ گویا یہ تخت وہی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت اتقان کا۔

اب فقیر کہتا ہے کہ براہین والا اس دعویٰ میں بے شک کاذب ہے۔ اولاً اس لیے کہ حضرت مسیح تو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مردہ کو بحکم خدا زندہ کر دیتے تھے اور جب انہوں نے کہا کہ تائید دین میں میرا کون مددگار ہے؟ تو حواری بول اٹھے تھے کہ ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں مکرر ارشاد ہے اور براہین والے سے اب تک کوئی ایسا خارق نہیں ہوا اور نہ نصرانی و ہنود سے کسی نے اس پر ایمان قبول کیا ہے بلکہ وہ نصرانی جس کے مطبع میں اس نے تین حصے اپنی کتاب کے چھپوائے ہیں وہ بھی مسلمان نہ ہوا اور اس کی مدد میں اس نے مصروفیت نہ کی باوصف یہ کہ براہین والے نے کمال تضرع اور خلوص قلب سے جمیع نصاریٰ کے ایمان کے واسطے دعائیں مانگی ہیں اور وہ دعا اخیر میں اس اشتہار کی مدت اڑھائی برس سے چھپ کر شائع ہوئی ہے۔ وہو ہذا!

بالآخر اس اشتہار کو اس دعا پر ختم کیا جاتا ہے :

> اے خداوند کریم تمام قوموں کے مستعد دلوں کو ہدایت بخش۔ بالخصوص قوم انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور بارحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملت سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دنیا و دین کے لیے دلی جوش سے بہبودی وسلامتی چاہیں پس ہم اللہ تعالیٰ سے ان کی دُنیاوی اور اُخروی بھلائی کا سوال کرتے ہیں۔
>
> بارخدایا ان کو ہدایت کر اور اپنی روح سے ان کی تائید کر اور ان کو اپنے دین میں وافر حصّہ دے اور ان کو اپنی طاقت اور قوت سے اپنی طرف کھینچ تا کہ تیری کتاب اور تیرے رسول علیہ السلام پر ایمان لائیں اور فوج درفوج خدا عزوجل کے دین میں داخل

ہوں۔ آمین ثم آمین والحمد للہ رب العالمین!

المشتہر غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور، ریاض ہند پریس امرتسر میں بیس ہزار اشتہار
چھاپے گئے۔ وانتہیٰ ملخصاً بلفظہ ومترجماً۔

پس یہ دعا جو بکمال حضور باطن براہین والے نے نصاریٰ کی قوم کے واسطے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قوت اور طاقت سے ان کو دین اسلام میں کھینچے اور وہ فوج درفوج مسلمان ہوں۔ اس رسالہ(۱) کی تالیف تک ان سے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا چہ جائیکہ سب انگریز ایمان لاتے اور فوج درفوج مسلمان ہوتے۔

پس صریح ثابت ہوا کہ براہین والے کو حضرت مسیح علیہ نبینا وعلیہ السلام سے آیت وانوار وغیرھا میں کوئی ادنیٰ مشابہت بھی نہیں اور علیٰ ہذا القیاس فطرتی مشابہت کا دعویٰ بھی جھوٹ ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ نبینا وعلیہ السلام تو بن باپ روح کے پھونکنے سے پیدا ہوئے تھے جس پر قرآن شاہد ہے اور براہین والا الحکیم غلام مرتضیٰ قادیانی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے چنانچہ اس نے خود والد سے ایام بلوہ میں حکام وقت کی امداد کا تذکرہ لکھا ہے (دیکھو تیسرے حصے کے دوسرے ورق کی سطر ۱۸ اور ۱۹) پس کیوں کر مشابہ ہو وہ شخص جس کی خلقت ماءِ مہین سے ہو اُس ذات پاک سے جس کو اللہ تعالیٰ 'آیۃ للعالمین' فرمائے۔

اور یہ جو براہین والے نے اپنی مشابہت کی دلیل میں حضرت مسیح علیہ نبینا وعلیہ السلام سے یوں لکھا ہے وہ تابع دین موسوی تھے اور ان کی انجیل توریت کی فرع تھی اور میں احقر خادمین سید المرسلین سے ہوں، سو یہ بھی بالیقین باطل ہے۔

اولاً اس لیے کہ حضرت مسیح علیہ نبینا وعلیہ السلام جناب موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے تابع دین نہ تھے بلکہ وہ تو اولوالعزم رسولوں سے تھے جن کی شریعت مستقلہ ہوتی ہے اور آپ کی انجیل توریت کی فرع نہ تھی بلکہ انجیل بعض احکام توریت کی ناسخ ہے۔

---

(۱) مدت تالیف رسالہ عربیہ تک ڈھائی سال گزر چکے ہیں اور اب اس کے ترجمہ کے وقت ساڑھے تین سال اور گذر کر تمام مدت چھ سال ہوئی۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

پہلے دعویٰ کی دلیل یہ ہے جو اخیر سورہ احقاف میں ارشاد ہے کہ ’’صبر کر جیسے اولوالعزم نے رسولوں سے صبر کیا۔‘‘ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اولوالعزم کے معنی ’’صاحب عزم‘‘ لکھتے ہیں۔ اور ضحاک نے صاحب جد وصبر لکھ کر پھر دونوں اولوالعزم کے شمار میں حضرت نوح وابراہیم وموسیٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام چاروں اصحاب شرائع کا ذکر کر کے پانچویں آنحضرت صلی اللہ علیہ واخوانہ و عترتہ وسلم کو شامل ان کے جانتے ہیں، پھر صاحب معالم کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر کے اس آیت میں پانچویں کا ذکر کیا ہے جو سورۃ احزاب کی ابتدا میں ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ؛

> ’’اور یاد کر جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے۔‘‘

اور اس آیت سورۃ شوریٰ کی ابتدا میں بھی ان پانچوں کا ذکر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

> ’’راہ ڈال دی تم کو دین میں وہی جو کچھ دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف وہ جو کچھ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو۔‘‘

یہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے اور ایسا ہی عامہ تفاسیر میں درج ہے اور مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں ایسا ہی لکھا ہے۔

اب دوسرے دعوی کی دلیل سنو کہ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

> ’’ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت اور روشنی اس پر حکم کرتے پیغمبر جو فرمانبردار تھے۔ یہود کو اور۔۔ بشر اور عالم اس واسطے کہ نگہبان ٹھہرائے اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبرداری پر تھے سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خرید و میری آیتوں پر مول تھوڑا اور جو حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں منکر۔‘‘

پھر ایک آیت بعد اس کے شرع عیسوی کی بابت ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

> ’’اور پچھاڑی میں بھیجا ہم نے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کا بیٹا سچ بتاتا توریت کے جو آگے سے تھی اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنے اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈر والوں کو اور چاہیے کہ حکم کریں انجیل والے پر اس پر جو اللہ نے اتارا اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم‘‘۔

اب دونوں قرآنی آیتوں سے صاف ثابت ہے کہ شریعت موسوی وعیسوی دونوں علیحدہ علیحدہ شریعتیں ہیں جو انجیل کو توریت کی فرع بتاتا ہے قرآن مجید اس کو جھٹلاتا ہے پھر سورۃ آل عمران میں حضرت مسیح سے حکایت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

> ”اور سچ بتاتا ہوں توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اسی واسطے کہ حلال کر دوں تم کو بعض چیز جو حرام تھی تم پر۔“

یعنی شریعت موسوی میں جو چربی اور مچھلی اور اونٹوں کا گوشت اور شنبہ کے دن میں کام کاج کرنا حرام تھا۔ اس کو شرع عیسوی نے حلال کر دیا۔ یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ شرع عیسوی ناسخ شرع موسوی ہے۔ یہ تفسیر بیضاوی کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ اور تفسیر مدارک وجلالین ومعالم وغیرھا میں بھی ایسا ہی تحریر ہے پس قرآن مجید سے بخوبی تکذیب براہین والے کی ہوگئی۔

ثانیاً براہین والے کا یہ دعویٰ کہ میں آنحضرت ﷺ کے احقر خادمین سے ہوں- سراسر باطل ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے کمالات میں اپنی مساوات کر رہا ہے اور آپ ﷺ کی خصوصیات کو جو منصوص قرآنی ہیں۔ آپ ﷺ کے غیر کی طرف منسوب کرتا ہے۔ دیکھو فضیلت رسالت جو اللہ تعالیٰ نے آیت: ”ھو الذی ارسل رسولہ الایة“ میں آپ کے لیے ہی ثابت فرمائی ہے۔ براہین والے نے اولاً اس کو حضرت مسیح کے حق میں متحقق کیا ہے، شاید تالیف قلوب حکام وقت اور ان سے اظہار محبت کے واسطے ایسا کیا ہوگا؟

ثانیاً اس رسالت کو اپنے لیے ثابت کر لیا کہ روحانی اور باطنی طور سے مورد اس آیت کا خود بن بیٹھا تاکہ عوام اہل اسلام اس کو رئیس الاولیاء اور نمونہ انبیاء جان کر اس کی کتاب کو گراں قیمت سے خریدیں اور غبن فاحش میں پڑیں اور اس کو بہت سے دراہم ودینار حاصل ہوں پس سارا مدار دنیا پر ہے جیسا کہ دانشمندوں پر مخفی نہیں اور ہم اس امر کو زیادہ تر وضاحت سے ثابت کر دیں گے۔

الحاصل اگلی پچھلی تحریرات سے متحقق ہے کہ براہین والا قرآن مجید کی آیات میں تحریف معنوی کر رہا ہے اور اس کو کسی پکے مومن سے بھی مشابہت نہیں چہ جائیکہ ولیوں پر اس کو فضیلت ہو اور نبیوں کا نمونہ بن سکے۔ تو اس کے ایسے دعوؤں سے پناہ بخدائے لایزال۔

اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس شخص نے قرآن مجید میں صرف تحریف معنوی ہی نہیں کی بلکہ بہت

سی آیات قرآنی میں تحریف لفظی بھی کر دی ہے۔ دیکھو اوپر کے ملہمات میں آیت **قُلْ اِنِّی اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ** اور آیت: ’’**تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ** ‘‘ ان دونوں کو توڑ پھوڑ کر یہ آیت تیسری بنالی کہ ’’**قل انی امرت و انا اول المو منین**‘‘

اور آیت ’’**اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ** ‘‘ کو ’’**انہ عبد غیر صالح**‘‘ سے بدل دیا ہے۔ اور آیت ’’**مَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ** ‘‘ کی ابتدا میں حرف واؤ بڑھا دیا ہے۔ اور ’’ **زَهَقَ الْبَاطِلُ** ‘‘ بہ ھائے ہوز کو ’’زحق الباطل‘‘ بحائے حطّی نازل کر لیا ہے۔ اور ’’**وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی**‘‘ کی واؤ کو فا سے تبدیل کر دیا ہے۔ اور آیت ’’**یٰعِیْسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ** ‘‘ کے درمیان سے ’’**وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا** ‘‘ کو ساقط کر دیا ہے جیسا کہ یہ آیت صفحہ ۵۵۶ سے اوپر منقول ہوگئی ہے۔ اور ایسا ہی آیت کو صفحہ ۵۱۹ میں جو اپنے لیے نازل ہونا لکھا ہے تو وہاں بھی اس کے درمیان سے یہی فقرہ اڑا دیا ہے اور علیٰ ہذا بہت سی آیات قرآنی میں لفظی تحریف بھی کر دی ہے جس کو حافظ قرآن تأمل سے معلوم کر سکتا ہے۔

پھر باوصف اس تحریف کے آیت قرآنی کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور یہ تو اس کے ملہمات میں اس کثرت سے ہے جس کا شمار دشوار ہے۔ یہاں پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ تحریف آیت کاتب کی غلطی سے ہوگی کیونکہ براہین والے نے اپنی تصحیح سے وہ کتاب چھپوائی ہے جیسا کہ ص ۵۱۰ میں اس پر تصریح کرتا ہے۔ نیز ان آیات کا ترجمہ موافق اس تحریف کے کیا ہے۔

اس کو یاد رکھ کر آگے سنیے کہ ص ۵۱۴ میں آیت ’’**وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ وَ مَا کَانَ اللّٰهُ لیعذبهم وَ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ** ‘‘ کو جو اپنے حق میں نازل ہونا لکھا ہے تو اس میں دوسرے: ’’**وما کان اللّٰه** ‘‘ کے پیچھے سے جو لفظ **معذبھم** قرآن مجید میں ہے اس کو **لیعذبھم** سے بدل دیا ہے۔ پھر ص ۵۵۵ میں جو آیات ’’**وَکَذٰلِکَ مَنَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَ الْفَحْشَآءَ** ‘‘ کو اپنے حق میں نازل لکھ کر اخیر اس کے ترجمہ کے لکھتا ہے کہ اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے۔ انتہیٰ بلفظہ

اور اس آیت میں لفظ ’’ مکنا‘‘ کو ’’مننا ‘‘ سے تحریف کر دیا ہے اور اسی محرف لفظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر احسان کیا۔ انتہیٰ بلفظہ !

پھر ص ۴۹۷، ۴۹۸ میں وہ اپنی وصف اور اپنی کتاب کی تعریف میں یہ آیت نازل کی ہے کہ ’’**ان الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللّٰہ ردَّ علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ** ‘‘ تو علاوہ تحریف قرآن کے اس کے ترجمہ میں اپنے لیے اللہ تعالیٰ کو شاکر یعنی اپنا شکر گزار لکھ دیا ہے۔ اور بعد ازاں یہ الہام لکھا ہے ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے یعنی مخالف کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور یہ ایک پیشین گوئی ہے کہ جو کتاب کی تاثیرات عظیم اور برکات عمیم پر دلالت کرتی ہے۔ پھر بعد اس کے فرمایا: ’’اگر ایمان ثریا سے لٹکتا ہوتا یعنی زمین سے بالکل اٹھ جاتا تب بھی شخص مقدم الذکر یعنی (فارسی الاصل) اس کو پالیتا۔ ‘‘ انتہیٰ بلفظہ !

پھر آیت ’’**یکاد زیتہ** ‘‘ کو اپنی کتاب کی تعریف میں وارد کر کے ترجمہ یوں لکھتا ہے کہ: ’’عنقریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود روشن ہو جائے۔ ‘‘ انتہی بلفظہ پھر یہ آیات سورۃ قمر و سورۃ ص و سورۃ آل عمران و سورۃ رعد اپنے اور اپنی کتاب کے حق میں نازل کر کے ان کا ترجمہ یوں تحریر کیا ہے:

> ’’کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی اور پیٹھ پھیر لیں گے اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ ان کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھنے جن سے پہاڑ جنبش میں آ جاتے۔ یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القاء ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آئیں۔ ‘‘ انتہی بلفظہ ! (براہین ص ۴۹۸)

اب فقیر کاتب الحروف - کان اللہ لہ - کہتا ہے کہ ان میں براہین والے نے تحریف لفظی بھی بدرجۂ کمال کی ہے اور بہتان عظیم کو اسی میں شامل کر دیا ہے، کیونکہ حدیث صحیح متفق علیہ کے الفاظ یہ ہیں: ’’**لو کان الایمان معلقاً بالثریا لتناولہ رجال او رجل من فارس** ‘‘ پس اسی حدیث کی ابتدا میں براہین والے نے حرف واؤ زائد کر دیا ہے اور لتناولہ کو لنالہ سے بدل دیا ہے اور اس کے فاعل کو بالکل حذف کیا ہے جو محض ناروا ہے۔

پھر قرآن مجید کے لفظ **زیتھا** کو کلمہ **زیتہ** سے تحریف کیا ہے تا کہ کتاب مرجع مذکر کی رعایت رہے اور آیت: ’’**فنادوا ولات حین مناص** ‘‘ کو ’**وقالوا لات حین مناص**‘ بنا کر تین تحریف کر دی ہیں یعنی فا کی جگہ واؤ لکھ دی ہے۔ اور ’’**نادوا**‘‘ کو ’**قالوا**‘‘ سے بدلا ہے۔ اور ’’**لات**‘‘ کے سر سے واؤ حذف کر دی، پھر اسکو تین جگہ اسی تحریف سے لکھا ہے: ایک تو یہ مقام دوسرا ص ۴۹۰ کی سطر ۱۸ میں تیسرا ص ۴۹۷ کی سطر ۱۳ میں اور ان تینوں ہی جگہ میں بموجب اس تحریف کے ترجمہ کیا ہے۔

پھر آیت: ’’**و لو ان قرآنا سیرت بہ الجبال** ‘‘ کو ’**ولو ان القرآن سیّربہ الجبال** ‘‘ بنا کر قرآن پر الف لام بڑھا دیا ہے، اور ’’**سیرت**‘‘ کی تا کو حذف کر دیا ہے اور مع ہذا سورۃ قمر کی آیت میں ترتیب بدلا دی ہے۔ کیا معنی کہ دو آیت اخیر سورۃ یعنی ’’**ام یقولون** سے **الدبر** ‘‘ تک ابتدا میں لکھ دی ہیں اور آیت ابتدائے سورۃ قمر یعنی ’’**و ان یروا آیۃ** ‘‘ کو ان کے اخیر میں تحریر کر دیا ہے اور اسی ترتیب پر ترجمہ کیا ہے۔

پس یہ ایک سورۃ کی آیت میں تبدیل ترتیب ہے اور شرع میں مقرر ہے کہ ہر سورۃ کی آیات میں ترتیب بامر شارع توقیفی ہے بدلیل احادیث صحیحہ و اجماع امت مرحومہ۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان میں اس مسئلہ کے بیان میں ایک فصل مستقل بسط مناسب کر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور شیخ محدث دھلوی نے بھی فارسی اور عربی دونوں شرح مشکوٰۃ میں اس امر کو تفصیل وار لکھا ہے۔ اور مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر فتح العزیز کی ابتدائے سورۃ بقرہ میں اس مسئلہ کی تحقیق کے بعد ترتیب آیات کی مخالفت کو حرام اور بدعت شنیعہ کہا ہے جس نے اصل عبارات دیکھنی ہوں تو ان کتابوں میں دیکھے۔

الغرض! یہ الہامات جن میں آیات قرآنی کی تحریف، نیز آیات کی ترتیب کی تبدیل اور ان کا پارہ پارہ کرنا شائع ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز القا نہیں ہیں اور بالیقین تلبیس ابلیس اور مکائد نفس خبیث سے ہیں۔ **اعاذنا اللّٰہ و جمیع المسلمین عن ذالک .**

اس جگہ پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ تحریف اور تبدیل وغیرہ اگر کسی بندے کی طرف سے ہو تو اس کی حرمت وغیرہ میں کیا شک ہے، لیکن جب خدائے کریم کی طرف سے ایسا ہو رہا ہے جیسا کہ

براہین والے کا دعویٰ ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے۔

تو اس کا جواب یوں ہے، باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’و لا مبدل لکلمات اللّٰہ ‘‘ اور ’’تمت کلمۃ ربک. الآیۃ ارشاد ہے یعنی قرآن مجید کی آیات کو جو راست تر اور اعدل ہیں کوئی نہیں بدل سکتا یا کوئی قادر نہیں کہ آیات قرآنی الٹا پلٹا کر دے جیسا کہ توریت میں واقع ہوا ہے۔ یعنی کہ تحریف نے تاثیر کر دی اور کسی نے اس امت سے تعاقب نہ کیا۔ یا قرآن سے پیچھے نہ کوئی کتاب ہو گی جو اس کو نسخ کر سکے اور اس کے احکام کی تبدیل کرے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی وغیرہ کا۔

اور یہ بھی قرآن کا فرمان ہے کہ بے شک قرآن کتاب عزیز ہے یعنی بہت منفعت والی بے نظیر یا محکم جس کا ابطال اور تحریف غیر ممکن ہے باطل کسی طرف سے اس کو شامل نہیں ہو سکتا اُس حکیم نے اتاری ہے جس کی ساری مخلوقات حمد کرتی ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر بیضاوی و معالم التنزیل کا۔

پس ایسی آیات قرآنی سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور خواہش نہیں ہے کہ آیات قرآن کی تبدیل ہوں بلکہ اس نے قرآن مجید کو راستی اور عدل سے پورا کر دیا ہے اور تحریف و تبدیل سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی نظم اور ترتیب اعلیٰ درجوں کی فصاحت و بلاغت پر شامل ہے۔ پس کوئی کلام کلام الٰہی سے نظم اور ترتیب کے رو سے احسن متصور نہیں اور اس کی تبدیل و تحریف بھی غیر ممکن ہے، نہ کسی نبی کی طرف اور نہ خدا تعالیٰ کی کسی کتاب سے کیونکہ یہ خلاف وعدہ ہے اور باری تعالیٰ وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا ہے۔

پس متحقق ہوا کہ یہ الہامات قرآن کی تحریف و تبدیل کرنے والے حق سبحانہ کی جانب سے نہیں ہیں بلکہ نفسانیت صاحب براہین یا اس کے شیطان قرین کی طرف سے ہیں۔ ایسے الحاد فی القرآن سے پناہ بخدائے لایزال۔

سورۃ فصلت میں ارشاد ہے: ’’ان الذین یلحدون الآیۃ ‘‘ یعنی جو لوگ استقامت سے برطرف ہو کر ہماری آیتوں میں طعن اور تحریف اور تاویل وغیرہ سے پیش آئے وہ ہم پر پوشیدہ نہیں یعنی ان کو اس الحاد کا بدلہ دیں گے کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا جو قیامت کے دن امن سے آوے جو چاہو کر لو۔ یہ تہدید شدید ہے بے شک خدا تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے یعنی

ان کی سزا دے گا۔ یہ بیضاوی و مدارک وغیرہما کی عبارت کا ترجمہ ہے۔

اور قرآن مجید کی سورۃ انعام میں ارشاد ہے:

’’وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی‘‘

یعنی اور اس سے ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یہ کہے مجھ کو وحی آئی اس کو وحی کچھ نہیں آئی۔

اور سورۃ ھود میں یوں فرمان ہے۔ جس کا ترجمہ اور مراد یہ ہے کہ:

’’اور کون بہت ظالم ہے خدا پر جھوٹا افتراء کرنے والے سے‘‘ یعنی جس نے کسی اور کی بات کو اللہ کی اتاری بنا دیا یا اللہ کی اتاری کا انکار کیا وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے۔ یعنی قیامت کے دن روبرو کھڑے کیے جاویں گے یا ان کے اعمال پیش کیے جائیں گے اور کہیں گے گواہی دینے والے یعنی فرشتوں اور نبیوں اور اعضا سے بھی ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر یہ عظیم دہشت دینا ہے ان کے ظلم پر جو خدا پر جھوٹ باندھا۔

یہ ترجمہ ہے بیضاوی وغیرہ تفاسیر کی عبارتوں کا۔ اور شاہ عبدالقادر دہلوی اس کے فائدہ لکھتے ہیں کہ:

’’خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے۔ علم میں غلط نقل کرنی یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یعنی شریعت کے مخالف یا دعویٰ کرنا کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔‘‘ انتہی بلفظہٖ!

مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن اور حدیث کے مخالف کام کرنے والے لوگ بہت قسم کے ہیں۔ ایک قسم ان میں سے فریبی اور جھوٹے اور مکار ہیں جن سے کوئی دعویٰ جن کے قید کر لینے کا کرتا ہے یا مدعی حالت کا ہوتا ہے جیسے جھوٹے مشائخ اور فقراء۔ پس یہ لوگ سخت عذاب کے مستحق ہیں جس سے ایسے لوگ جھوٹ اور فریب سے بعض آئیں اور بعضے ان لوگوں سے مستحق قتل ہیں جو فریب دکھا کر دعویٰ نبوت کرتا ہے یا شریعت کے بدلانے کے

درپے ہوتا ہے اور مانند اس کے۔ ''

یہاں تک ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ براہین والے نے ص۵۲۰ و۵۲۱ میں اپنے الہام کا قصہ یوں لکھا ہے کہ:

> ''۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا جس کی تقریب یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی جو اول میرے ہم مکتب بھی تھے جب نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالویوں کو ان کے خیالات گراں گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کے لیے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو مع ان کے والد کے مسجد میں پایا۔ پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت تقریر سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لیے خاص اللہ کے لیے بحث کو ترک کیا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ '' انتہیٰ بلفظہ

اور یہ مولوی محمد حسین شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی کے ہیں جو غیر مقلدین کے رئیس اور ابتدا میں مقلدین سے سخت مکابرہ سے پیش آ کر ان کو مشرک جانتے تھے اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک و کفر مانتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ میں رسالے و اشتہار چھپواتے رہے۔ پھر جب علمائے مقلدین نے ان کے خیالات کی بواقعی تردید کی تو اس شدت مجادلہ سے کسی قدر لوٹے۔

اور جب ان کے استاذ مولوی نذیر حسین دہلوی بسبب ظاہر ہونے ان کی سخت مخالفت شرع کے واقعہ ۱۳۰۱ ہجری مکہ معظّمہ میں قید ہوئے تو اپنے استاذ کی نصرت کے واسطے مولوی محمد حسین اہل حرمین محترمین کو ظالم مشہور کرنے لگے اور حکام وقت اس دیار کے پاس ان کا شکوہ شکایت کرنی

شروع کردی جیسا کہ رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۹ جلد ۷ کے ص ۲۵۶ وغیرہا سے ظاہر ہے، پس ان مولوی محمد حسین صاحب نے بھی گویا صاحب براہین کی تعریف کے شکریہ میں اپنے رسائل اشاعۃ السنۃ میں ان کی اور ان کی براہین کی کمال تعریف کرنی شروع کر کے اخیر میں یہ لکھ دیا ہے مؤلف براہین احمدیہ نے یہ منادی اکثر زمین پر کردی ہے کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اس کی صداقت ہمارے الہامات وخوارق سے بچشم خود دیکھے۔ پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں ہے کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنیٰ قیمت دے کر خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑھیں:

جمادی چند دادم جاں خریدم ☆ بحمد اللہ! عجب ارزاں خریدم

حاشیہ میں ادنی قیمت ۲۵ روپے درج ہیں جیسا کہ ص ۳۴۸ نمبر ۱۱ جلد ۷ اشاعت السنہ ذی قعدہ وذی الحجہ ۱۳۰۱ھ اور محرم ۱۳۰۲ھ سے یہ عبارت منقول ہوئی ہے اور ان رسائل میں صاحب اشاعت السنہ نے براہین والے کے کلام کی تاویلات فاسدہ سے بہت ہی تائید کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آیات قرآنی جب آنحضرت ﷺ یا دوسرے انبیا علیہم السلام کے خطاب میں نازل ہوئی تھیں تو ان کا نام قرآن تھا اور جب انہیں بعینہا آیات سے اللہ نے غیر انبیا کو مثل صاحب براہین کے مخاطب فرمایا تو اس کا نام قرآن نہیں رکھا جاتا اور غرض اس ہذیان سے صاحب براہین کا تحریف قرآن اور الحاد آیات فرقان سے بچانا ہے۔ پھر صاف صاف اس قبیح مضمون کو اشاعت السنہ مذکورہ بالا کے ص ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶ میں لکھا ہے جس کے قول قول کو فقیر راقم الحروف نقل کر کے قرآن وحدیث و اجماع کی سند سے تردید کرتا ہے تاکہ قرآن مبین اور دین متین کی تائید سے کوئی دقیقہ فروگزار نہ رہے۔ **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم**

قولہ:

> ”اور ایک ہی کلام کو ایک ہی وقت میں مخاطب یا متکلم کے لحاظ سے قرآن اور غیر قرآن کہنا اہل علم کے نزدیک مستبعد اور محل اعتراض نہیں۔“ انتہی بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ اس پر تین اعتراض وارد ہیں:

پہلا یہ کہ مخاطب یا متکلم کا اختلاف ایک ہی کلام میں ایک ہی وقت میں غیر متصور ہے اس لیے

کہ پہلے متکلم نے جب کچھ کلام کی تو صرف اس کے بولنے سے وہ وقت گزر گیا پھر دوسرے متکلم کا اسی کلام کو اسی وقت بولنا کیونکر متصور ہوا؟ اور ایسا ہی حال ہے باعتبار اختلاف مخاطب کے جیسا کہ اہل علم پر ظاہر ہے۔

دوسرا یہ کہ اختلاف متکلم یا مخاطب کا کلام واحد میں اگر مانا جائے تو ایک ہی کلام کا ایک ہی وقت میں قرآن اور غیر قرآن نام رکھنا غیر ممکن ہے، اس لیے کہ اثبات شے اور پھر نفی اس کی ایک ہی وقت میں عقلاً ناجائز ہے۔

تیسرا یہ کہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہے، پس اس کو غیر قرآن کہنا شرعاً ناروا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات فرقانی کا نام قرآن رکھا ہے جیسا کہ سورۃ زمر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی طرف اشارہ فرما کے 'قرآن عربی' اس کا نام رکھا۔ پس جس نے ان آیات **بعینھا** کو غیر قرآن کہا بے شک قرآن کا مخالف ہوا۔

قولہ:

> ''کبھی ایک کلام جبکہ اس کا متکلم مثلاً خدائے تعالیٰ ٹھہرایا جائے کلام رحمانی کہلاتا ہے کبھی وہی کلام جبکہ اس کا متکلم شیطان یا فرعون ٹھہرایا جائے، شیطانی یا فرعونی کلام کہلاتا ہے اس کی تمثیل میں ہم وہ کلام قرآن سے پیش کرتے ہیں۔ قرآن میں ایک یہ کلام ابلیس سے منقول ہے: ''**انا خیر منہ خلقتی من نار و خلقتہ من طین**'' اور ایک یہ کلام فرعون سے: ''**انا ربکم الاعلیٰ**'' ان دونوں کو اگر یوں خیال کریں کہ یہ ابلیس وفرعون کی کہی ہوئی ہیں (خواہ کسی زبان میں انہوں نے کہی ہوں) تو یہ کلام شیطانی وفرعونی کہلاتے ہیں۔'' انتہیٰ بلفظہ

اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں درج ہے:

> ''**انا ربکم الاعلیٰ** '' جبکہ کلام فرعون ٹھہرایا جائے گا خواہ وہ کسی زبان میں ہو قرآن نہیں کہلاتا۔'' انتہی بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ متکلم کے اختلاف سے کلام مختلف نہیں ہوتی ہے کیونکہ کلام اسی کی کہلاتی ہے جس نے اول بولی ہو۔ دیکھو جو شخص ''**الحمد للہ رب العالمین** '' اور ''**قل ھو اللہ احد** '' پڑھے گا

تو یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ اس کی کلام ہے بلکہ ہر مومن یہی کہے گا کہ یہ دونوں آیتیں باری تعالیٰ کی کلام ہے۔ اور جو ''**انما الاعمال بالنیات**'' کہے گا تو یہی کہا جائے گا کہ یہ سرورِ عالم ﷺ کی حدیث ہے اور جو ''**قفانبک من ذکری حبیب و منزل**'' زبان پر لائے گا تو کہیں گے کہ یہ مصرع امرءالقیس کے شعر کا ہے جیسا کہ مولانا قاری نے شرح فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے۔

پس قرآن مجید کی آیات کو غیر خدا کی طرف منسوب کرنا اور کلام شیطانی و فرعونی کہنا علم والے مومن کا کام نہیں بلکہ سچا مومن اس کے مقابلہ میں یوں کہے گا کہ خدا پاک ہے یہ سخت بہتان ہے کیونکہ جو کچھ قرآن شریف میں ''**الحمد**'' سے ''**والناس**'' تک ہے وہ حق تعالیٰ کا ہی کلام ہے اور زمین آسمان اور ارواح کے پیدا ہونے سے پہلے سے لوح محفوظ میں لکھی گئی تھی جس کو جبرائیل امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی اخوانہ وعترتہ وسلم پر اتارا ہے جیسا کہ خود قرآن مجید میں سورۃ بروج کی اخیر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :

''بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا۔''

تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں:

> ''بلکہ وہ قصہ قرآن قدیم کا ایسا ہے جو اس کے وقوع سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے۔ جس پر شیطانوں اور جنوں اور آدمیوں کو دسترس نہیں ہے۔ امام بغوی نے تفسیر معالم میں اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ لوح محفوظ ایک تختی ہے سفید موتی سی جس کی لمبائی آسمان و زمین کے درمیان کے برابر ہے اور چوڑائی اس کے مشرق و مغرب تک کی ہے اور کنارے اس کے موتی اور یاقوت کے ہیں اور دفتر پنے اس کے سرخ یاقوت کے ہیں۔ نور کی قلم سے اس میں قران لکھا ہے۔ اوپر سے عرش مجید سے لٹکی ہے اور نیچے سے فرشتہ کی گود میں ہے۔''

یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر فتح العزیز کا اور مدارک و جلالین وغیرہما میں بھی ایسا ہی ہے، لیکن امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر اتقان میں بسند طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ۔

نیز حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: یا محمد ﷺ! قرآن کے ساتھ اپنی زبان مت ہلا تا کہ جلدی سے

اُسے یاد کر لے اور تھے آنحضرت ﷺ کہ شروع کرتے تھے پڑھنا آیات قرآن کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی فراغت سے پہلے، اس لیے کہ کچھ بھول نہ جائے۔ پس آپ کو کہا گیا کہ مت ہلا اپنی زبان کو وحی کے پڑھنے میں جب تک جبرائیل پڑھتا رہے تاکہ تو جلدی سے اسے یاد کر لے اور کچھ فروگذاشت نہ ہو جائے۔

پھر اس جلدی سے روکنے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ بے شک ہمارا ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا تیرے سینے میں اور اس کا یاد کرانا تیری زبان پر اور مت جلدی کر قرآن کے پڑھنے میں اس کی وحی کے ختم ہونے سے پہلے، پس جب ہم پڑھیں قرآن کو یعنی جبرائیل تجھ پر پڑھے تو اس کے پڑھنے کی متابعت کر، پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا جب تجھ پر اس کے معنی میں کچھ مشکل پڑ جائے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر مدارک کا اور اکثر تفاسیر میں ایسا ہی ہے پھر پہلی آیت جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی قرآن مجید سے وہ بالاتفاق ابتداء سورۃ علق کا ہے **مالم یعلم** تک۔

تفسیر فتح العزیز میں ہے کہ؛

> آنحضرت ﷺ ایک دن غسل کے واسطے غار حرا سے باہر تشریف لا کر پانی کے کنارے پر کھڑے ہوئے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے ہوا سے پکارا کہ یا محمد ﷺ! پس آنحضرت ﷺ نے اوپر کو دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا۔ پس تین مرتبہ آپ کو پکارا اور آپ دائیں بائیں دیکھ رہے تھے کہ ایک سورج کی طرح نورانی شخص آدمی کی شکل میں دیکھا جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور سبز ریشمی پوشاک پہنے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ پڑھ اور بعض روایتوں میں ہے کہ جبرائیل امین علی نبینا و علیہ السلام نے سبز دریائی قطعہ میں کچھ لکھا ہوا آپ ﷺ کو دیا اور کہا کہ پڑھو آپ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا مجھے حرفوں کی شناس نہیں اور ان پڑھ ہوں۔

اخیر حدیث تک یہ ترجمہ ہے عبارت تفسیر عزیزی کا۔

اور مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر کے ملحقات میں لکھتے ہیں کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے شیخ حافظ الدین نسفی کی منار سے ذکر کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم اور معنی دونوں کا اور ایسا ہی دوسرے اصولیوں نے کہا ہے۔

اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو منسوب کرتے ہیں کہ جس نے نماز میں قرآن کا ترجمہ فارسی پڑھا تو روا ہے، تو آپ کا اس سے رجوع ثابت ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ باوجود قدرت عربی کے غیر عربی روا نہیں ہے اور یہ بھی آپ نے کہا کہ جو شخص بغیر عربی کے قراءت پڑھتا ہے یا تو وہ دیوانہ ہے معالجہ کیا جائے یا زندیق ہے قتل کیا جائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں کلام کی ہے اور معجزہ ہونا قرآن کا نظم اور معنی دونوں سے حاصل ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔

پس قرآن وحدیث اور کتب عقائد اہل سنت سے متحقق ہوا کہ تمام عربی آیات جن کا نام قرآن ہے وہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہیں، اور انہیں حروف وکلمات سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت امام اعظم فقہ اکبر میں اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے انبیا علیٰ نبینا وعلیہم السلام سے بطور اخبار یا حکایت کے جو ذکر کیا اور فرعون وشیطان وغیرہما سے بھی جو بیان فرمایا ہے بے شک یہ دونوں قسم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی کلام قدیم ہیں جو اُن سے خبر دی گئی ہے یعنی موافق اس کے جو کلمات معانی پر دلالت کرنے والے لوحِ محفوظ میں لکھے گئے ہیں، آسمان وزمین اور ارواح کے پیدا کرنے سے پہلے کے۔ نہ یہ کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ وغیرہما انبیا علی نبینا وعلیہم السلام سے اور فرعون وشیطان اور دوسرے کفار سے سن کر اللہ تعالیٰ نے اُن سے نقل کیا ہے۔

پس اب کچھ فرق نہیں ہے درمیان خبر دینے حق تعالیٰ کے اُن کے اخبار واحوال واسرار سے جیسا کہ سورۃ ''تبت یدا'' وآیت قتال وغیرہما میں ہے اور نہ درمیان ظاہر فرمانے باری تعالیٰ کے اپنی صفات وافعال وخلق مصنوعات میں جیسا کہ آیت الکرسی وسورۃ اخلاص وغیرہما میں ہے۔ اور نہ درمیان آیات افاقیہ وانفسیہ کے کہ یہ سب کے سب باری تعالیٰ کی کلام ہے اور اسی کی صفت پاک۔

حاصل الکلام، کلام اللہ شریف حادث نہیں غیر مخلوق ہے اور موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی کلام اگرچہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہوا، اور ایسا ہی کلام دوسرے انبیا ومرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین وملائکہ مقربین کی مخلوق ہے جو ان کی پیدائش کے بعد حادث ہوئی اور قرآن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی کلام ہے نہ مجازاً اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قدیم ہے، مخلوق کی کلام کی طرح نہیں کیونکہ اُن کی ذات اور کلام

دونوں حادث ہیں، اس لیے کہ صفت موصوف کے تابع ہوتی ہے۔

اور یوں ہی کہا جائے گا کہ نظم عبرانی جو توریت ہے اور نظم عربی جو قرآن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے، اس لیے کہ اُن کے کلمات و آیات کلام الٰہی کی دلیلیں اور علامات ہیں اور اس لیے کہ اُن کی نظم کی ابتدا اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب کوئی حدیث حدیثوں سے پڑھو گے تو یہی کہو گے کہ یہ جو میں نے پڑھا ہے اور ذکر کیا ہے میری کلام نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی کلام ہے، کیونکہ ابتدا اس کلام کی نظم کا رسول اکرم ﷺ ہی سے ہوا تھا اور اسی قبیل سے ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے آیت ''اَ فَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّوْمِنُوْا لَکُمْ'' اور آیت ''وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ'' میں آیت قرآن مجید کو کلام اللہ فرمایا ہے۔ یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔

اور مشکٰوۃ المصابیح میں سنن و جامع ترمذی سے بروایت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ لایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھوائی جس میں سے دو آیتیں خاتمہ سورۃ بقرہ کی نازل فرمائیں۔

اور سنن دارمی سے بروایت ابو ہریرہ لایا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے ایک ہزار برس پہلے سورۃ طٰہٰ و یٰسین کی تلاوت فرمائی تھی۔ یہ ترجمہ ہے مشکوۃ کی حدیثوں کا۔

اب قرآن مجید اور حدیث اور عقائد اہل سنت کی کتابوں سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ قرآن مجید کی ساری آیتیں اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے، کسی مخلوق کی کلام کو اس میں دخل نہیں ہے اور جو کچھ اس میں نبیوں کے قصے اور صدیقوں کی باتیں اور کافروں کے حالات اور بدبختوں کے مقالات ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی ہی کلام ہے جو اس پاک ذات نے اُن لوگوں کے پیدا ہونے سے پہلے بموجب اپنے علم ازلی کے اُن سے خبر دی ہے۔

پس صاحب رسالہ اشاعت السنہ کا یہ قول کہ آیت ''انا خیر منہ. الآیة'' کلام شیطانی ہے اور آیت ''انا ربکم الاعلی'' کلام فرعونی ہے اور قرآن نہیں کہلاتا جیسا کہ اشاعت السنہ سے اوپر منقول ہو چکا ہے- قرآن مجید کی صدہا آیات کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جمیع قصص قرآنی اور حکایات فرقانی کو کلام مخلوق بنا دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ اعاذنا اللّٰہ سبحانہ و جمیع

المسلمین عن ذالک .

مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کی فقہ اکبر کے اس قول کے نیچے کہ کلام اللہ شریف غیر مخلوق ہے۔ لکھتے ہیں کہ؛

> ’’کلام اللہ بالذات قدیم ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن مجید کو سن کر خیال کیا کہ یہ آدمی کا کلام ہے تو ضرور وہ کافر ہوا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو عذاب دوزخ سے ڈرایا ہے۔‘‘

یہ ترجمہ ہے عبارت شرح فقہ اکبر کا۔ اور یہ بھی اسی کتاب میں ہے: اگر کوئی اعتراض کرے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم رسول کریم کی بات ہے اس نے دلالت کی کہ قرآن رسول کی کلام جبرئیل یا محمد ﷺ کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ’’رسول‘‘ بتا رہا ہے کہ اس نے قرآن کو اپنے بھیجنے والے سے پہنچایا ہے، اس لیے یوں نہیں فرمایا کہ یہ کلام فرشتہ یا نبی کی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول نے اپنے بھیجنے والے یعنی حق تعالیٰ سے پہنچایا نہ یہ کہ اس نے اپنی ذات سے یہ کلام پیدا کی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد ’’رسول‘‘ سے ایک آیت میں جبرائیل اور دوسری آیت میں ’’محمد‘‘ ہیں۔ پس دونوں کی طرف سے اس کلام کی نسبت کرنے سے ظاہر ہو گیا کہ یہ نسبت صرف پہنچانے کے واسطے ہے۔ کیونکہ ایک شخص نے جس کلام کو پیدا کیا ہو تو منع ہے کہ دوسرا اس کو پیدا کر سکے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ بے شک حق تعالیٰ نے قرآن کو آدمی کی کلام بنانے والے کی تکفیر کی ہے۔ پس جس نے قرآن کو آنحضرت ﷺ کی کلام بنایا کہ آپ نے از خود یہ کلام بنائی ہے تو وہ کافر ہوا، اور اس میں کچھ بھی فرق نہیں کہ قرآن کو آدمی کی یا جن کی یا فرشتہ کی کلام کہے۔ (یعنی ان تینوں صورتوں میں سزا اس کی دوزخ ہے) اس لیے کہ کلام اسی کی ہوتی ہے جس نے اول کہی ہو نہ اس کی جس نے پیغام پہنچایا ہو۔ یہ ترجمہ ہے عبارت فقہ اکبر کا۔ کیا خوش کہا ہے کہنے والے نے کہ ؎

اگرچہ قرآن ازلب پیغمبر است ☆ ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

ان معتبر سندوں سے اگر صاحب اشاعت السنہ کی تسلی نہ ہو کہ یہ علمائے مقلدین کے حوالے ہیں شاید ان کو پسند نہ ہوں تو اولاً اس کا جواب یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر سے اسی اشاعۃ السنہ کے ص

۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴ میں بھی سند لی ہے، نیز ص ۳۱۴، اشاعت السنہ میں بھی حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی کمال تعریف کر کے اُن سے سند لی ہے۔ اور ثانیاً یہ جواب ہے کہ علماے غیر مقلدین بھی اسی اعتقاد پر ہیں جو اوپر مذکور ہوا ہے، جیسا کہ سند ان کی بھی بعض کتابوں سے منقول ہوتی ہے تا کہ ظاہر ہو کہ اشاعت السنہ والے نے اپنی قوم سے بھی سخت مخالفت کی ہے۔ ''**نہج المقبول من شرائع الرسول**'' جو تالیف ہے بڑے بیٹے مولوی صدیق حسن بھوپالی کی اور خود مولوی مسطور نے اس کی تصحیح کر کے بھوپال میں چھپوائی ہے اور یہ باپ بیٹا مشاہیر علماے غیر مقلدین سے ہیں- اس میں لکھا ہے کہ؛

> ''قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کلام ہے، اسی سے ابتدا ہوا، اور اسی کی طرف رجوع ہوگا اور قرآن کے لفظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ سے ہیں۔ جبرائیل امین صرف ناقل ہیں آنحضرت ﷺ فقط پہنچانے والے ہیں اور جتنا لوگوں نے قرآن مجید پڑھا اور پڑھیں گے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کلام فرمائی اور بے شک حضرت جبرائیل نے ان سے سنی اور بالیقین آنحضرت ﷺ پر اتاری جو کوئی کہے کہ وہ کلام فرشتہ یا آدمی کی ہے تو اس کا مکان دوزخ ہے۔''

یہ ترجمہ ہے عبارت فارسی نہج مقبول کا، اور یہ عبارت اس کے ص ۵ میں ہے۔

قولہ: یعنی اشاعت السنہ میں لکھا ہے

> ''اور اگر بعینہ ان دونوں کی نسبت یہ خیال کریں کہ بہ ضمن حکایت ابلیس وفرعون یہ کلام خدا میں پائی گئی ہیں تو یہ کلام رحمانی اور جزو قرآن کہلاتے ہیں۔ انتہیٰ بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ آیت ''**انا خیر منه**'' اور آیت ''**انا ربکم الاعلیٰ**'' کو اللہ تعالیٰ کی کلام اور جزو قرآن بنانے میں کسی کے خیال کرنے کی کیا حاجت ہے؟ یہ دونوں آیتیں فی الحقیقۃ اور دراصل حق تعالیٰ کی کلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا ہے اور شیطان وفرعون کے پیدا ہونے سے ہزار ہا برس پہلے حق تعالیٰ نے ان کو لوح محفوظ میں لکھوایا ہے جیسا کہ قرآن وحدیث وعقائد اہل سنت سے اوپر مبرہن ہو چکا ہے۔ پس اس کلام عربی معجز نظام کو شیطان وفرعون کی کلام بنانا اور قرآن میں ان سے نقل کا اعتبار وخیال کرنا محض ہذیان اور بہتان ہے۔ خدائے سبحانہ وتعالیٰ جمیع اہل ایمان کو

اس اعتقاد وخیال سے بچائے اور عاقبت بخیر فرمائے۔

واضح رہے کہ یہ اقوال صاحب اشاعۃ السنہ کے جن کا مبنائے اختلاف متکلم پر ہے صاحب براہین احمدیہ کی تائید کی تمہید میں تھے جس میں صاحب اشاعۃ السنہ نے اس کی محبت میں اپنا ایمان قربان کر دیا جیسا کہ شرعاً متحقق ہو چکا ہے۔

اب فقیر کاتب الحروف اس کے وہ اقوال جو اصل تائید صاحب براہین میں ہیں جن کا مدار اختلاف مخاطب پر ہے، نقل کر کہ ادلہ شرعیہ سے ان کی تردید لکھتا ہے۔ **واللّٰہ ھو المعین**

قولہ:

''ایسا ہی اختلاف مخاطب کے سبب اختلاف کلام کو سمجھنا چاہیے۔'' انتہیٰ بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ ایک نقص اس پر اوپر لکھا گیا ہے۔ دوم علمائے بدیع ومعانی وغیرھم نے تصریح کی ہے کہ کلام یا خبر ہے یا انشا، اور ان دونوں کے معنی میں کسی نے اختلاف مخاطب کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا نہ معلوم اس نئے مولوی نے یہ اقسام کلام کہاں سے نکالی ہیں۔

قولہ؛

''جو کلام خدائے تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے خطاب میں فرمایا ہے اور وہ ایک کتاب معروف میں درج ہو کر مسلمانوں میں پڑھا جاتا ہے وہ قرآن کہلاتا ہے'' انتہیٰ بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ خطاب کلام میں بصغیۂ حاضر ہوتا ہے، تلخیص المفتاح مطول کے متن میں لکھا ہے کہ تکلم سے خطاب کی طرف آیت ''**ومالی لا اعبد الذی**'' میں اور خطاب سے غیبت کی طرف آیت ''**حتی اذا کنتم فی الفلک**'' میں اور غیبت سے خطاب کی طرف آیت ''**ملک یوم الدین . ایاک نعبد**'' میں التفات ہے۔ یہ ترجمہ ہے اس کی عبارت عربی کا جس سے ثابت ہوا کہ خطاب مخاطب کر کے بات کرنے کا نام ہے

پس معلوم رہے کہ یہ تعریف قرآن مجید کی جو صاحب اشاعۃ السنہ نے بیان کی ہے اس سے ہزارہا آیات قرآن کی قرآن ہونے سے خارج ہو گئیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ قرآن مجید کی تمام آیات سے مخاطب نہیں ہیں یعنی سارے قرآن مجید میں آپ کو خطاب نہیں کیا گیا بلکہ وہ آیتیں جن میں آپ کو خطاب ہوا ہے- مثل اور علم دیا آپ کو اس کا جو آپ کو معلوم نہ تھا اور کہہ دے یا محمد! اگر تم

خدا سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اور یہ بے شک ہم نے تجھے فتح ظاہر دی تا کہ خدا آپ کی اگلی پچھلی تقصیریں معاف کرے۔ اور بے شک ہم نے بخشا آپ کو کوثر۔ یہ ترجمہ ہے آیات خطاب کا۔

اور ایسی آیات خطاب تھوڑا سا حصہ ہیں قرآن مجید کا۔ نیز غیر آنحضرت ﷺ قرآن شریف کی بہت سی آیات میں مخاطب ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل (۱) اور اس امت مرحومہ کے مومن کفار اور جن و غیر ہم، اور نیز صدہا آیات قرآنی ایسی ہیں جن میں کسی کو بھی خطاب نہیں کیا گیا پس اس تفسیر کے رو سے صدہا آیات قرآن مجید قرآن ہونے سے خارج ہو گئیں۔

مرزا قادیانی کے اس مؤید پر سخت افسوس ہوا جس نے تقاضاے محبت اور ان کی نکمی دوستی میں ہزارہا آیات قرآنی کو کلام اللہ شریف سے نکال دیا اللہ تعالیٰ ہی اس کا منتقم کافی ہے۔

سبحان اللہ! عوام اہل اسلام ایسے لوگوں کو علماے دین سے جانتے ہیں اور وہ اپنے رسالے کا نام اشاعت السنہ مشہور کر کے آپ کو اکابر مصنّفین سے اور صاحب براہین احمدیہ کو ’’کاملین مکلمین‘‘ سے مانتے ہیں اور فی الاصل یہ دونوں صاحب سارے غیر مقلدین کی طرح دنیا کی سخت محبت میں گرفتار ہیں اور مال حرام وحلال کے جمع کرنے کی کوشش میں سرشار ہیں۔

چنانچہ اپنے رسالوں کے حق تصنیف بیچ کر بہت سے روپے جمع کر لیتے ہیں اور خود رسالہ اشاعت السنہ جو تمام سال میں چوبیس جز و ہوتا ہے ایک یا دو روپے اس کی قیمت میں عمدہ منفعت ہے اور صاحب اشاعۃ السنہ نوابوں سے تیس روپیہ اور دوسرے غنیوں (اغنیا) سے پندرہ روپیہ اور متوسط گزارہ والوں سے ساڑھے سات روپیہ اور کم وسعت والوں سے تین روپے بارہ آنہ سالانہ لیتے ہیں اور براہین احمدیہ جو تینتیس (۳۳) جز کی کتاب ہے بازاری قیمت دو یا تین روپیہ رکھتی ہے مرزا قادیانی نے ادنیٰ قیمت اس کی پچیس روپیہ اور اعلیٰ قیمت ایک سو روپیہ تک مقرر کی ہے جو اس کی کتاب خریدے خواہ وہ رافضی ہو یا بت پرستوں سے ہو، اُن کی بہت ہی مبالغہ اور غلو سے تعریف کرتا ہے۔

---

(۱) مثل یبنی اسرائیل اذکروا الآیة و یایها الذین امنوا الآیة و یمعشر الجن و الانس ان استطعتم الآیة و اذ قلنا للملائکة اسجدوا الآیة و اذ اوحینا الی النحل ان اتخذی الآیة و باسماء اقلعی و باارض و ابلعی و خیرها. ۱۲ منہ عفی عنہ

اور جو اس کی کتاب نہ خریدے اگرچہ نواب مسلمان ہی ہو اس کی پرلے درجے کی توہین کر کے قارون سے اس کو تشبیہ بنا دیتا ہے اور دنیا پرستوں سے بنا دیتا ہے جیسا کہ اس کی کتاب کے پہلے اور دوسرے اور چوتھے حصہ کے ابتدائی اوراق ملاحظہ کرنے سے یہ حال معلوم ہو جاتا ہے۔ نیز جب بہت سے روپیہ آنے کا اس کو الہام ہوتا ہے تو کمال ہی خوشحال ہوتا ہے اور جب معلوم ہوا کہ وہ تھوڑا سا روپیہ ہے تو سخت غم کا پامال ہوتا ہے جیسا کہ براہین کے ص ۵۲۲ اور ۵۲۴ تک کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہے۔

پس یہ سارا مدار دنیا کی سخت محبت اور روپیہ پیسہ جمع کرنے پر ہے جس کو دانش مند بخوبی جانتے ہیں اور پورا علم حق تعالیٰ کو ہے۔ الحاصل قرآن مجید کی جامع مانع تعریف وہ ہے جو علمائے اسلام کی کتابوں میں درج ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر اور مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن مجید آں حضرت ﷺ پر تیئیس (۲۳) برس کی مدت میں آیت آیت اُتارا گیا ہے اور مصحفوں میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی جو دفتین میں مکتوب ہے وہ سب کلام اللہ ہے۔

پھر دوسری جگہ فقہ اکبر اور اس کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن مجید مصحفوں میں لکھا ہوا اور دلوں میں یاد اور زبانوں پر پڑھا گیا اور آنحضرت ﷺ پر بالتدریج اُتارا گیا ہے بواسطۂ حروف، مفردات و مرکبات مختلف حالتوں میں۔ یہ ترجمہ ہے عبارت عربی کا۔

اب دانش مند لوگ اس نہایت عجیب و غریب آدمی کو دیکھیں جو ''تنزیل'' اور ''خطاب'' میں امتیاز نہیں رکھتا اور قرآن مجید کی آیات کو فرعون و شیطان کی کلام بنا دیتا ہے اور اس مایۂ علمی پر اس کو یہ ادّعا ہے کہ مجتہدین دین غلطی پر تھے اور میں دین متین کی تائید کر رہا ہوں۔ پس یقیناً یہ رعونت اور جہل مرکب کا شعبہ ہے۔ پھر اشاعت السنہ میں لکھتے ہیں:

قولہ:

> ''وہی کلام (یعنی جس کا نام قرآن ہے) اگر کسی غیر نبی کے خطاب میں اور پہلے توریت انجیل وغیرہ میں یا کسی ولی کے الہام میں خدا نے فرمایا ہے تو وہ قرآن نہیں کہلاتا گو حقیقت میں وہ بعینہ وہی کلام ہے جو قرآن میں پایا جاتا ہے۔'' انتھیٰ بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ اس عبارت میں ہر چند بہت سی غلطیاں ہیں مگر جن کا بیان یہاں ضروری ہے وہ

یہ ہیں اوپر لکھا گیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات کو قرآن بنانے میں خطاب کو کوئی دخل نہیں۔ قرآن وہ ہے جو سرور عالم ﷺ پر اُتارا گیا اور آپ کی طرف کلام الٰہی سے وحی ہوا۔ اور قرآن اس اُترنے سے پہلے بھی قرآن تھا اور اس سے پیچھے بھی قیامت تک قرآن ہی کہلاتا ہے اور اگر کسی ولی پر کوئی آیت قرآن کی الہام ہو جائے تو وہ قرآن سے خارج نہیں ہوتی ہے بلکہ قرآن مجید ازل سے ابد تک قرآن ہی ہے۔ معنی اس کے کلام نفسی قدیم ہے اور اس کی نظم بھی حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور بے شک خدائے پاک نے اس کا نام قرآن حکیم رکھا ہے۔ پس غیر ممکن ہے کہ قرآن غیر قرآن بن جائے اور عقائد اہل سنت میں مقرر ہو چکا ہے کہ حق سبحانہ کی صفات پر بھی تغیر نہیں آتا ہے جیسا اس کی ذات پر بدلنا نہیں ہے اور خود غیر مقلدین کی ‘‘نہج مقبول’’ میں ہے ‘‘وبر ذات وصفات الٰہی تغیر نمی رود’’ ص ۱۰، ص ۱۶ میں دیکھو۔

پھر تعجب یہ ہے کہ خود صاحب براہین جس جس آیت قرآن کی اپنی طرف الہام ہونے کا مدعی ہے ان کا آیات قرآنی ہی نام رکھتا ہے جیسا کہ اوپر براہین کے ص ۴۸۹، ۴۹۸ سے منقول ہو چکا ہے اور یہ صاحب اشاعت السنہ اس کی تائید میں قرآن کو غیر قرآن اور بعض آیات قرآنی کو کلمات فرعونی وشیطانی بنا رہا ہے۔ خدا جانے یہ شخص اگر قرآن کی بے ادبی میں غضب الٰہی سے پرواہ نہیں رکھتا تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ خلاف مرضی قائل فیصلہ کے اس کے قول کی توجیہ کر رہا ہے۔ الٰہی ایسی نادانی سے پناہ دے۔ ہمارے اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر۔

پھر اشاعت السنہ کے ص ۳۰۴ میں جو لکھا ہے کہ: قولہ:

> ‘‘شیطان بجز برائی وگمراہی کے اور کچھ القا نہیں کرتا ہے اور ان الہامات میں سراسر ہدایت تسلیم کی گئی ہے۔ گمراہی کی کوئی بات ان میں مانی نہیں گئی پھر یہ القاء شیطانی کیوں کر ہو سکتے ہیں۔’’ الخ! انتہیٰ بلفظہ

فقیر کہتا ہے کہ اوپر متحقق ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی نے براہین کے الہامات میں حق تعالیٰ پر افترا کیا ہے اور قرآن مجید کی آیات میں لفظی ومعنوی تحریف کی ہے اور اپنی خود ستائی یہاں تک کی ہے کہ انبیا سے برابری کر دی ہے تو یہ سب برائیوں سے بڑھ کر برائی اور سخت بے حیائی ہے جس کو دیدۂ حق بیں اور دل حقیقت گزیں عطا نہ ہو تو وہ ان باتوں کو کب دیکھتا ہے اور کیوں پروا کرے ان

باتوں کی جو خود سوادِ اعظم سے نکل جائے اور صاحب براہین احمدیہ اس کی کمال مدح کرے، یہاں تک کہ بادّعا الہام رب العالمین اس کو کاملین و مکملین میں داخل کرے اور غیر مقلدین وغیرہم کو اس کے کمال حال و مآل پر آگاہی بخشے تو یہ صاحب اشاعت السنہ اس کے اقوال باطلہ کو نہایت اہانت قرآن کریم سے کیوں نہ تائید کرے۔ خدا ہی اپنے دین کا حافظ ہو۔ رہا یہ کہ اشاعۃ السنہ کے ص ۲۵۹ میں تحریر ہے عربی فقرہ ’’**انا انزلناہ قریبا من القادیان**‘‘، ’’**و بالحق انزلناہ و بالحق نزل** ‘‘اس میں کسی کو لفظ ’’نزول‘‘ سے نزول قرآن یا وحی رسالت کا شبہہ گزرے۔ تو اس کو یوں دفع کرسکتا ہے کہ یہ لفظ (نزول) وحی رسالت یا قرآن سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ لفظ بخشش و عطا کے معنوں میں بھی آیا ہے چنانچہ آیت زمر میں فرمایا ہے خدا نے تمہارے لیے آٹھ جوڑے مواشی اُتارے یعنی عطا فرمائے ہیں۔ پس ایسا ہی عطا و الہام معارف صاحب قادیان کے نزول سے تعبیر فرمایا ہے۔ انتہیٰ بلفظہ! ملتقطاً!

فقیر کہتا ہے کہ یہ تاویل کئی وجہ سے باطل ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ صاحب براہین نے اس الہام کے بیان میں نزول کا اُتارنے سے تینوں جگہ ترجمہ کیا ہے اور صاحب اشاعت السنہ نے اسی ص ۲۵۹ کی آٹھویں سطر میں اس کو نقل کیا ہے۔ تو اب برخلاف مراد قائل اس کے قول کی تاویل کرنی سراسر بے جا ہے۔

دوسری وجہ قادیان کے قریب انزال معارف والہام کو جب آیت ’’**و بالحق انزلناہ و بالحق نزل**‘‘ سے جو صرف قرآن مجید کے اتارے اور اُترنے کے بیان میں ہے- ملا کر لکھا ہے تو یہ طرز کلام اور مقتضائے مقام اس تاویل کو باہزار زبان باطل کر رہا ہے۔

تیسری وجہ آیت ’’**وانزل لکم من الانعام** ‘‘میں لفظ ’’انزال‘‘ بھی اکثر مفسرین کے نزدیک اپنے حقیقی معنوں یعنی اُتارنے میں مستعمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ بہشتوں سے یہ مواشی اُتارے تھے جیسا کہ تفسیر مدارک وتفسیر کبیر و نیشا پوری و خازن وحسینی ولباب وغیرھا میں درج ہیں، نیز انہیں تفاسیر میں ہے کہ مواشی کی زندگی نباتات سے ہے اور نباتات کا قوام پانی سے ہے اور پانی آسمان سے اُتارا جاتا ہے۔ پس گویا مواشی بھی آسمان سے اُتارے گئے۔ علاوہ مذکورہ بالا تفاسیر کے تفسیر ابوسعود و بیضاوی میں بھی ایسا لکھا ہے۔

پس ان دونوں وجھوں میں ''انزال'' کے معنی ''عطا'' کے نہ ہوئے اور جمہور مفسرین نے آیت شریفہ کے معنی یوں کیے ہیں کہ خدا نے تمہارے لیے مواشی پیدا کیے تو یہ آیت مثل آیت سورۃ النمل اور سورۃ یس کے ہوئی جن میں مواشی کے پیدا کرنے کا ذکر ہے تو ان معنی کی رو سے بھی ''انزال'' کو ''عطا'' پر حمل کرنا نا روا ٹھہرا۔

اور یہ جو کسی مفسر نے اس آیت میں مواشی کے اُتارنے کو غیر ظاہر المراد خیال کر کے عطا کے معنی بھی لیے ہیں تو اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید کے اُتارنے اور اُترنے کو عطا کے ساتھ تفسیر کیا جائے کیونکہ وقت متعذر رہونے حقیقت کے مجاز کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ پس ''**و بالحق انزلناہ**'' کو انزال انعام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

الغرض! صاحب اشاعت السنۃ صاحب براہین کی تائید نہیں کر رہا بلکہ اس کی ضلال و اضلال کو بڑھا کر در پے اس کی توہین کے ہے ع: بر رسولاں بلاغ باشد و بس

اور وہ جو صاحب اشاعت السنہ نے ''**یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ**'' کی تاویل ص ۲۸۰ میں لکھا ہے کہ صاحب براہین کو روحانی مناسبت کے سبب مریم سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلاشوہر حاملہ ہوئی ہیں ایسے ہی مؤلف براہین کو بلا تربیت و صحبت کسی پیر و فقیر و ولی مرشد کے ربوبیت غیبی سے تربیت پا کر مورد الہامات غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہیں۔ اس تشبیہ کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے ؎

ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست ☆ کہ مریم صفت بکر و آبستن ست

انتہیٰ بلفظہ۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ تاویل باطل ہے کہ ارکانِ تشبیہ چار ہیں: مشبہ، مشبہ بہ، وجہ شبہ، حرف تشبیہ، لفظی ہو یا تقریری جیسا کہ مطول وغیرہ میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ''**یا مریم اسکن....**'' الخ میں مشبہ کا تو ذکر ہی نہیں تشبیہ کیونکر پائی گئی؟ بلکہ صاحب براہین کا اِدّعا ہے کہ اس کو یا آدم یا عیسیٰ یا مریم وغیرھم اسمائے انبیا سے خطاب ہو رہے ہیں، پس صریح محال ہے کہ ایک ہی شخص باپ بیٹا مائی سب کچھ بن جائے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ جس کو فیضانِ الٰہی ہو وہ قرآن میں تحریف کرے اور انبیا سے برابری کا دعوی کرے اور وغیرہ اُمور سخت مخالف شرع عمل میں لائے۔ پس یقیناً صاحب

براہین حدود شرعیہ سے نکل کر طغیان اور عصیان کے پرلے درجے تک پہنچا ہے۔ یہاں تک پہلی قسم کے الہامات مع جواب تاویلات صاحب اشاعۃ السنہ کے ذکر سے فراغت حاصل ہوئی ہے۔

اب دوسری قسم کے الہامات کا- یعنی جن میں صاحب براہین نے انبیا پر اپنی فضیلت جتائی ہے- بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ براہین کے ص ۲۴۰ میں دعوی کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے الہام دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری عرش پر حمد کرتا ہے، ہم سب تیری حمد کرتے اور درود بھیجتے ہیں پھر ص ۴ و ۵ میں فقرہ عربی الہام حمد کا دعوی کر کے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ ”خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔“ انتھی بلفظہ۔

فقیر- کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ ’حمد‘ احسان کے بعد ہوا کرتی ہے جیسا کہ تفسیر کبیر و نیشا پوری و فتح العزیز وغیرھا میں درج ہے اور مجمع بحار الانوار میں حدیث لکھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حمد شکر کا سر ہے اس لیے کہ اس میں نعمت کا اظہار ہے اور عام تر ہے۔ پس حمد میں شکر اور زیادتی ہے انتہیٰ

اور ردالمختار میں ہے کہ عرفاً ”حمد“ وہ فعل ہے جو منعم کے انعام دینے کی تعظیم سے خبردار کرے الی قولہ اور حمد جہاں مطلق ہو تو عرفی ہی مراد ہوتی ہے۔ سید شریف نے حواشی مطالع میں یہ لکھا ہے یہ ترجمہ ہے عبارت ردالمختار کا۔

پس محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کی حمد کرے اس لیے کہ منعم حقیقی تو حق تعالیٰ ہی ہے اور باوصف اس کے قرآن اور صحیح احادیث میں کہیں بھی صراحۃً نہیں آیا کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ یا کسی اور نبی کی انبیا صلی اللہ علیھم سے حمد کر رہا ہو بلکہ حق تعالیٰ نے سب خواص و عام کو اِرشاد کیا ہے کہ تم سب کہو ’**الحمد للہ رب العالمین**“ پس کیونکر متصور ہو کہ باری تعالیٰ مرزا قادیانی کی عرش سے حمد کر رہا ہے؟ یعنی اسی کو سب اپنے مقبول بندوں پر جن میں انبیا بھی داخل ہیں- فضیلت دے رہا ہے۔

خدا جانے صاحب براہین نے رب العالمین پر کون سا انعام کیا ہے جس کے بدلے وہ سب کے محمود کی حمد کا مستحق ٹھہر گیا ہے۔ یہ نرا بہتان عظیم، نہایت تکبر اور حمق و رعونت اور جھوٹ و فریب سے پیدا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس فقرہ الہامیہ عربیہ کی رکاکت لفظی علمائے اسلام سے مخفی نہیں ہے اور قرآن مجید میں جو لفظ ”حمید“ کا باری تعالیٰ کی صفت میں واقع ہوا ہے تو وہ لفظ غنی و عزیز وغیرہما سے نزدیک کیا گیا ہے، تاکہ دلالت کرے کہ حق تعالیٰ حمد کیا گیا ہے نہ حمد کرنے والا جیسا کہ مشہور تفاسیر

اور ترجموں میں درج ہے اور اگر فرض کریں کہ حمید بمعنی حامد ہے تو وہ سبحانہ اپنی ذات وصفات کا حمد کرنے والا ہے۔

مجمع البحار میں نہایہ سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حمید ہے تو وہ بہر حال محمود ہے انتہیٰ۔ اور قرآن میں جو حق تعالیٰ کا ’’شاکر وشکور‘‘ ہونا مذکور ہے تو اس سے بھی یہی مراد ہے کہ باری تعالیٰ تھوڑے عمل پر بہت ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ اکثر تفاسیر میں لکھا ہے اور محی السنہ معالم میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ استحقاق سے زائد عطا کرتا ہے۔ انتہیٰ

اور مجمع البحار میں ہے کہ حق تعالیٰ شکور وہ ہے جو تھوڑے سے عمل کو بڑھا کر مضاعف بدلا دیتا ہے۔ پس اس کا شکر بندوں کا بخشنا ہے۔ انتہیٰ!

اور قاموس میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکر بدلہ دینا اور ثناء نیک کرنا ہے۔ انتہیٰ

اور حمد و مدح یعنی ثنائے جمیل میں فرق ظاہر ہے۔ پھر بہت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود حاضر ہوئے تھے جیسا کہ قرآن وحدیث میں آیا ہے اور یہاں حق تعالیٰ مرزا قادیانی کے پاس خود چل کر آرہا ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کی صفت ’’**لیس کمثلہ شی**‘‘ وارد ہے۔

پھر براہین کے ص ۵۵۸ پر الہام عربی درج ہے جس میں مرزا صاحب کے بیت الفکر اور بیت الذکر کے حق میں ’’**ومن دخلہ‘ کان امنا**‘‘ واقع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ انہوں نے خود کیا ہے :

> ’’ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا! ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لیے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الفکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور ’’**ومن دخلہ کان آمنا**‘‘ اس مسجد کی صفت بیان فرمائی ہے۔ انتھی بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ آیت ’’**ومن دخلہ کان آمنا**‘‘ قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے ہی حق میں وارد ہے۔ مسجد نبوی شریف کے اور نہ مسجد اقصیٰ (جس کی تعریف سورۃ بنی اسرائیل کی ابتدا میں ہے اور وہ قبلہ انبیا ہے) کے حق میں وارد ہے۔ پس یہ ادّعا صاحب براہین کا کہ اس کی خانگی

مسجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ’’ومن دخلہ کان آمنا‘‘ نازل کیا ہے۔ یہاں اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے۔

ان مناقب سے ایک اور امر ظاہر ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداے براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد دس ہزار روپیہ کی ہے۔ پھر ادّعا کیا ہے کہ ہم کو ایک الہام ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطبت یعنی ہم کلامی کا منصب حاصل ہے۔ پس باوجود اس کے اب تک وہ حج کو نہیں گئے، اس لیے کہ حج گناہ بخشوانے اور قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں امر مرزا صاحب کو حاصل ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو جی چاہے سو کر بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے جیسا کہ براہین کے ص ۵۶۰ میں درج ہے اور امن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے، مرزا صاحب تو خود اس کے امام اور بانی ہیں۔

نیز اوپر براہین کے ص اخیر ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے کہ:

> ’’دین اسلام سب پر مشتبہ ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقّہ
> مرزا قادیانی سے حاصل کریں۔‘‘ انتہیٰ ملخصا۔

پس اب بحسب اقرار ان کے قادیان خود مکہ معظّمہ ہوگئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی، اس شرارت سے پناہ بخدا۔ جمیع انبیا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین بیت اللہ کا حج اور طواف کرتے گئے۔ البتہ جس کے پاس رب البیت خود تشریف لائے اور اس کی حمد کرے تو وہ حج کو کیوں جائے!۔

پھر براہین ص ۵۶۰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقرات عربی مرزا قادیانی کو الہام کیے ہیں جن کا ترجمہ وہ خود یوں کرتے ہیں کہ:

> ’’تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرے لیے میں نے رات اور دن پیدا کیا،
> تُو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے جس کی لوگوں کو خبر نہیں‘‘ انتہیٰ بلفظہ!

فقیر کہتا ہے کہ قرآن میں فرمان ہے کہ ’’محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔‘‘ پس آنحضرت ﷺ کا رتبہ قرآن مجید سے لوگوں کو معلوم ہوگیا اور سب مسلمان شاہد ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ساری خدائی سے افضل اور صاحب براہین کا ادّعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرزا صاحب کی

منزلت کی لوگوں کو خبر نہیں۔ پس اس کلام سے مرزا قادیانی کی جمیع انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ثابت کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یقیناً ان دعوؤں میں صاحب براہین کاذب ہے۔

پھر مرزا صاحب قایانی ضمیمہ اخبار ریاض ہند مجریہ امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۶ء مطبوعہ ہوشیار پور میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ؛

’’انت منی و انا منک‘‘ (ص ۱۴۸ سطر ۴ کالم ۲)

اوران کے بیٹے کے حق میں جس کی بشارت دی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ؛

وہ اوّل آخر کے پاک کرنے والا حق اور بلندی کو ظاہر کرنے والا ’’کان اللّٰہ نزل من السّماء‘‘ (ص ۱۴۷ سطر ۱۴ کالم ۲) انتہی

فقیر- کان اللہ لہ- کہتا ہے کہ پہلا الہام صحیح حدیث کا ایک فقرہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنے عم زاد بھائی حضرت علی المرتضٰی کے حق میں فرمایا تھا ’’انت منی و انا منک‘‘ یعنی تو نسب اور پیوند سسرال اور ابتداے ایمان و محبت وغیرھا میں مجھ سے متصل ہے جیسا کہ قسطلانی اور کرمانی رحمہما اللہ دونوں شرح بخاری میں درج ہے، یعنی فیما میں میری اور تیری برادری اور قرابت اور اتحاد اور کمالِ اتصال ہے جیسا کہ مرقات اور لمعات دونوں شرحِ مشکوۃ میں لکھا ہے اور کرمانی شرح بخاری میں ہے کہ اس ’’من‘‘ کو اتصالیہ کہتے ہیں۔ انتہی! مترجماً

پس بہ یقین ثابت ہوا کہ ایسی کلام دو قریبیوں میں جن کو نسبتاً و اخوۃ وغیرہما اتصال ہو واقع ہوتی ہے لیکن خداے تبارک وتعالیٰ جس کا نہ کوئی ولد ہے نہ کوئی والد اور نہ اس کا کوئی کفو اور جس کی یہ صفت ہے کہ کسی سے متصل نہیں ہوتا اور نہ کسی سے متحد ہوتا ہے نہ کسی سے مشابہ ہے جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں اس پر تصریح ہے، ہرگز متصور نہیں کہ وہ پاک ذات کسی کو فرمائے ’’انت منی و انا منک‘‘ یعنی تو مجھ سے متصل ہے اور میں تجھ سے متصل ہوں۔ پس بالیقین یہ صاحب براہین نے انبیا اور مرسلین پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کو حق تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔

اور دوسرا الہام جس میں اس کے زعمی بیٹے کو ’’کان اللّٰہ نزل من السماء‘‘ کہا ہے، وہ بھی صرف افترا اور بہتان ہی ہے، اس لیے کہ جو مشابہت لفظ ’’کان‘‘ سے بیان کی جاتی ہے وہ نہایت سخت مشابہت ہوتی ہے، جیسا کہ تفسیر اتقان سے اوپر بیان کیا گیا ہے۔ پس جب مرزا

صاحب کا بیٹا حق تعالیٰ سے بہت ہی مشابہ ٹھہرا اور وہ پاک ظالموں کی باتوں سے برتر ہے تو خود مرزا صاحب بہت ہی اونچا چڑھ گئے یعنی معاذ اللہ! حق تعالیٰ کے برابر ہو گئے اور دراصل حق سبحانہ ملحدوں کے وصفوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب اور بُرے بندوں کی شرارت اور شیطانوں کی ایذاء اور حاضری سے پناہ بخدا۔

یہاں پر ختم ہوا یہ رسالہ جس کا نام ''**رجم الشیاطین برداغلوطات البراهین**'' ہے اور جمیع حمدیں خاص خدائے پروردگار جہانوں کے واسطے ہیں اور درود ہو اللہ تعالیٰ کا ساری مخلوقات کے برگزیدہ اور اس کے حبیب محمد ﷺ اور اس کی آل و اہل بیت و اصحاب پر جب تک اس کو یاد کرنے والے یاد کریں اور جب تک غافل اس کی یاد سے غفلت کریں۔

اور بعد ختم اس رسالہ کے اللہ تعالیٰ کے وافر کرم کا مشتاق محمد ابوعبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری - اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں ہو- حضرات علماے حق ملت شریفین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فقیر نے صفر ۱۳۰۲ ہجری میں صاحب براہین کا وہ اشتہار دیکھا جس کا ذکر ابتدا اس رسالہ میں درج ہوا ہے اور اس کو مشتہر نے بیس ہزار قطعہ چھپوا کر دُور دراز ملکوں میں شائع کیا ہے۔

جب فقیر نے اس میں دیکھا کہ مرزا قادیانی نے کتاب براہین احمدیہ کا بنانا اللہ تعالیٰ کے حکم اور الہام سے دعویٰ کیا ہے اور اپنی تعریفوں میں حدود الٰہی سے تجاوز کر گیا ہے ان باتوں سے دل بہت ناخوش ہوا۔ پھر اس کی کتاب براہین احمدیہ دیکھی تو تیسرے چوتھے حصہ کے حاشیہ در حاشیہ میں جو اس نے اپنے الہامات درج کیے ہیں وہ اکثر مخالف شرع پائے اور آیات قرآن کی تحریف لفظی و معنوی وغیرہ قباحتیں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان میں دیکھیں تو حق برداری اسلام کے ادا کرنے کے واسطے مرزا صاحب کو لکھا کہ ان مخالف شرع باتوں سے باز آؤ اور غیر دین والوں کے مقابلہ میں کتاب لکھو چھپواؤ فروخت کرو کچھ مضائقہ نہیں تو اس کو نہ مانا اور تائب نہ ہوئے۔

بعد ازاں فقیر نے بعض مجالس وعظ میں ذکر کیا کہ مرزا صاحب کے الہامات میں قرآن کی تحریف ہوگئی ہے اور انہوں نے انبیا کی برابری کے مدعی ہو کر قرآن شریف کو پارہ پارہ بھی کر دیا۔ اس پر ان کے مؤید مؤلف رسالہ اشاعت السنہ نے خلوت میں در باب الہامات کے فقیر سے مناظرہ کرنا چاہا۔ جب کہ فقیر کو معلوم تھا کہ صاحب براہین اور مؤلف اشاعت السنۃ باہم ایک دوسرے

کے کمال ثناخواں ہیں اور اپنی تالیفات میں ایک دوسرے کی حقانیت کو کما حقہ ظاہر کیا ہے۔

اس پر اکثر علماء اور سب عوام غیر مقلدین سے اور بعض علما اور عوام مقلدین کے صاحب براہین کی حقیّت کو مان گئے ہیں اور قادیان مثل بیت اللہ کے مرجع انام ہوگئی ہے تو فقیر نے خلوت میں مناظرہ کو پسند نہ کیا بلکہ علمائے دین کے روبرو گفتگو کے واسطے کہا تو اس کے قبول سے درگزر صاحب اشاعت السنہ نے کیا۔ اس کا جواب تک نہ دیا۔

تو بعد ازاں فقیر نے جمادی الاولیٰ سنہ رواں میں بذریعہ اشتہار اعلان کیا کہ صاحب براہین کے اکثر الہامات اصول دین اسلام کے مخالف ہیں۔ اس پر فقیر مرزا صاحب اور ان کے مؤید صاحب اشاعت السنہ سے علمائے اسلام کے روبرو یہ کلام کرنے کا خواستگار ہوا تاکہ حق ظاہر ہو جائے اور خواص عوام اہل اسلام کے عقائد میں خلل نہ آئے۔ تو اس کا جواب بھی ان کی طرف سے کچھ نہ ملا۔

پھر فقیر نے اسی سال کے رمضان المبارک میں صاحب براہین کے اِلہامات اور صاحب اشاعت السنہ کی تاویلات کے رد میں اردو میں رسالہ لکھ کر کئی علمائے ہندوستان و پنجاب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے بھی اس بارہ میں کہ صاحب براہین و اشاعت السنۃ دونوں مخالفت شرع کر رہے ہیں۔ فقیر سے موافقت فرمائی۔

امرتسر کے علما کی تصدیق کے بعد وہاں کے ایک رئیس نے فقیر سے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ اول مرزا صاحب سے اظہار حق کے لیے مناظرہ کرو۔ پھر جو حق ظاہر ہو اس کو اشتہار دو۔ اس کو فقیر نے قبول کیا اور ان سے کہا کہ میں نے ڈیڑھ سال اسی انتظار میں بسر کیا ہے، مرزا صاحب مناظرہ کو قبول نہیں کرتے۔

اس رئیس نے جواب دیا کہ ہم اس میں ساعی ہو کر مرزا صاحب کو لکھتے ہیں۔ پھر چند ماہ کے بعد ان کا خط فقیر کے نام آیا کہ صاحب براہین لکھتے ہیں کہ میری کتاب میں تصوف ہے، تین علمائے صوفیہ کے نام لکھے کہ ان کے روبرو مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ فقیر نے اس کے جواب میں اس امر کو مان لیا اور لکھا کہ تین خاندانی علماء موجودہ لاہور سے ان کے ساتھ شامل کر کے تاریخ مناظرہ معین کرو اور فقیر کو اطلاع دو کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو جاؤں۔

پس اب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا اور نہ وہ رسالہ شائع ہوا۔ اب اس امید پر فقیر نے شوال ۱۳۰۳ھ میں اس رسالہ کو عربی میں ترجمہ کیا کہ حضرات علماے حرمین محترمین کی تصحیح سے بھی مزین ہو جائے تا کہ اہل اسلام کے نزدیک نہایت معتمد ٹھہرے اور بعض علماے مقلدین جو صاحب براہین کے مصدق ہیں وہ بھی حق کی طرف رجوع کریں اور فقیر نے یہ جو کچھ کیا ہے صرف قرآن مجید کی حمایت اور حقوق انبیا و مرسلین صلوٰۃ اللہ وعلیہم اجمعین کی رعایت اور عقائد مسلمین کی صیانت کے لیے کیا ہے۔

اب یہ رسالہ عربیہ مع چاروں حصہ مجلد براہین احمدیہ اور رسالہ اشاعۃ السنہ کی جس میں مرزا صاحب کی تعریف اور ان کے اقوال کی تاویلیں ہیں مع دونوں اشتہار صاحب براہین کے جن میں بیٹے کی پیشین گوئی اور اپنی تعریف درج کی ہے آپ صاحبوں کی خدمت مبارک میں بھیج کر ملتجی ہوں کہ آپ اس عربی رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں اور اس کے حوالوں کی اصل کے ساتھ مطابقت کرا کر فقیر کی تحریر کو قرآن وحدیث واجماع امت سے موافق پائیں تو اس کی تصحیح فرمائیں اور اگر اس میں کوئی خطا وسہو ہو تو اس کی اصلاح کریں اور بیان شافی وشرح کافی سے اجر وافی حاصل فرمانے کی نیت سے صاحب براہین اور اس کے مؤید اور ان کے معتقدین کا حکم اور ان کتابوں کے پڑھنے کا حکم ظاہر کریں کہ شریعت وطریقت میں ان کا کیا حال ہے، تا کہ اہل اسلام کو اطمینان ہو اور سب کا حق کی طرف میلان ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور عاقبت میں جزاے خیر عطا فرمائے اور دین متین کی تائید کے لیے آپ کو سلامت باعز وکرامت رکھے اور آپ کے علم اور جسم میں بسطت بخشے۔ احقاق حق اور ابطال باطل میں قیامت تک اہل علم حرمین محترمین پر ہی مدار رہے۔ خداے مجیب الدعوات ہمیں آپ کی زیارت امن و امان وسلامت واسلام سے نصیب کرے کہ یہ سعادت عظمیٰ اور برکات کبریٰ کی طرف پہنچانے والی بات ہے۔ سب حمد پروردگار عالمین کے واسطے خاص ہے اور درود وسلام اس کے مظہر جمال اور نورِ کمال پر اور اس کی آل واصحاب پر ہو مقدار اس کی بخشش کے اور بہ شمار معلومات عالم الغیب و الشہادت کے۔

[یہ رسالہ تمام ہوا]

تقاریظ

مولانا مولوی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ صاحب (کیرانوی) رحمۃ اللہ علیہ (مکہ معظّمہ)

مولانا مولوی مہاجر حاجی محمد رحمت اللہ کیرانوی (مصنف اظہار الحق) کی تقریظ جن کو حضرت سلطان روم بصواب دید شیخ الاسلام روم خطاب ''پایۂ حرمین شریفین'' عطا کیا اور فرمان شاہی میں **اقضٰی قضات المسلمین و اولیٰ ولات الموحدین وارث علوم سید المرسلین و غیرھا** القاب سے ملقب فرمایا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اور صلوٰۃ کے بعد بے شک میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک سنا۔ اس کی عبارت اور مضمون دونوں صحیح پائے۔ حضرت مؤلف اس رسالہ نے خدا اس کو اچھا بدلہ دے جو نقلیں درج کی ہیں وہ سب اصل کے مطابق ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی معتبروں کی زبانی مرزا قادیانی کا حال سنا ہے، سو وہ میرے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی فرماں برداری کسی کو جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے بنانے والوں کو نیک بدلہ دے۔ اُمید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہت لوگ صاحب براہین احمدیہ کی پیروی سے بچ جائیں گے۔ ہم کو اور سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ شیطانوں کے اغوا اور مکر و فریب سے محفوظ رکھے۔

میں فقیر خدا کی رحمت کا اُمیدوار رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مومنوں کو بخشے۔ آمین۔

محمد رحمت اللہ

حنفیوں کے مفتی مکہ معظّمہ

محمد صالح بن صدیق کمال (حنفی) رحمۃ اللہ علیہ

سب حمد اس کے لیے جو اس کے لائق ہے اور اسی سے میں مدد و توفیق کی اِستمداد کرتا ہوں۔

سب تعریف اس خدا کو ہے جس کی بلند ذات غفلت اور نسیان سے پاک ہے اور اس کے نام اور صفتیں زوال اور نقصان کے لاحق ہونے سے پاک ہیں اور اس نے ہر زمانہ میں ایسے علما پیدا کیے ہیں جو شرع شریف کی محافظت پر قائم ہیں اور ان کو حق کے ظاہر کرنے اور باطل کے نابود کرنے پر طاقت دی ہے کہ کچھ سستی نہیں کرتے اور اس پر ان کو بہت ثواب اور اچنبا نیکیاں دی ہیں، اس لیے کہ انہوں نے صواب اور خطاے فاحش کو بیان کر دیا اور درود و سلام ہو ہمارے سردار پر۔ جن کا نام نامی محمد ﷺ ہے جن میں حق تعالیٰ نے سب فضیلتیں جمع کی ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر جن کے نفس خداے تعالیٰ کے فرماں بردار ہیں۔

بعد اس کے بے شک میں مطلع ہوا اس بزرگ رسالے اور لطیف حوالوں پر۔ پس میں نے دیکھا ان کو ایسے عمدہ جن کے دیکھنے سے آنکھیں سرد ہوتی ہیں اور بے شک شیطان نے غلام احمد قادیانی کو ہلاکت اور نقصان کی وادیوں میں گرا دیا ہے۔ پس حق تعالیٰ اس رسالے کے مؤلف کو جزاے خیر عطا کرے اور اس کو زیادہ اجر دے اور قیامت کے دن ہم کو اور اس کو اچھا مکان عطا کرے۔ آمین۔ اور حق تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اس کی آل و اصحاب پر درود بھیجے۔

اس تحریر کے لکھنے کا حکم کیا شریعت کے خادم الطاف الٰہی کے امیدوار محمد صالح فرزند مرحوم صدیق کمال حنفی نے جو ان دنوں میں مکہ مکرمہ کا مفتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی مدد میں ہو۔

محمد صالح کمال

شیخ العلماء مفتی شافعیہ (مکۃ المکرّمہ)

محمد سعید بن بابصیل رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں اس خدا کو ہیں جس نے اس دین اسلام کے خلل وزلل بد مذہبوں گمراہوں کے دور کرنے کے لیے کچھ لوگ پیدا کیے ہیں جو بد مذہبوں گمراہ کنندوں کی سرکوبی کرتے رہتے ہیں اور جس نے ہر عالم راہنما سیدھی راہ چلنے والے کی مدد کی ہے۔

بعد اس کے بے شک میں نے دیکھا ان باتوں کو جو غلام احمد قادیانی پنجابی کی طرف منسوب ہیں، پس اگر یہ اس نے کہی ہیں تو وہ گمراہوں گمراہ کنندوں سخت بد مذہبوں سے ہے، اور ایسا ہی محمد حسین ہے جس نے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں اس کی تائید کی ہے۔ پس حاکم اسلام پر- اللہ تعالیٰ اس کو نیک توفیق دے- واجب ہے کہ ان دونوں کو ایسی سخت تعزیر دے جس سے یہ اور ان کے ہم مشرب ایسی باتوں سے باز آویں۔

اور جو رسالہ امام فاضل بزرگ کامل شیخ محمد ابو عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری نے ان دونوں کی گم راہی کے بیان اور ان کے رد میں بنایا اور اس کا نام ”**رجم الشیاطین برد اغلوطات البراهين**“ رکھا ہے وہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اس کو نیک بدلہ دے اور مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اعتبار بڑھاوے اور خدا بہت دانا ہے۔

یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور اپنی قلم سے لکھی اللہ تعالیٰ سے کمال کامیابی کے اُمیدوار محمد سعید بن بابصیل نے جو مکہ معظّمہ میں شافعیوں کا مفتی ہے، خدا اس کو اور اس کے والدین وجمیع مومنین کو بخشے۔

تقریظ مفتی مالکیہ (مکہ معظّمہ)

مفتی محمد حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریفیں پروردگار عالم کو خاص ہیں خداوندا مجھے علم دے اور سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کر، جس کو خدا راہنمائی کرے کوئی اسے گم راہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گم راہ کرے اس کا راہنما کوئی نہیں۔ ایسی باتیں کرنے والا بے شک شیطانی خطر اور وساوس نفسانی کے دریاؤں میں ڈوب گیا ہے۔ اس کے جھوٹ اور بدبختی سے تعجب ہے، اس لیے کہ مدعی ہوا ہے اس بناوٹ کا جو حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں سخت جھوٹے دجال ہوں گے تم سے ایسی باتیں کہیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی۔

اور رسالہ اشاعۃ السنۃ سے جس نے اس کی تائید کی ہے وہ سخت بدبخت ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گناہ اور حدوں سے درگزر کرنے میں تائید نہ کرو، پس حاکم اسلام پر واجب ہے کہ ان دونوں کو سخت تعزیر کرے۔ اور وہ رسالہ جو فاضل علامہ شیخ محمد ابوعبدالرحمٰن غلام دستگیر قصوری نے ان دونوں کی گم راہی کے بیان اور ان کی باتوں کی تردید میں بنایا ہے بے شک اس میں بہت درست لکھا ہے، اس لیے کہ سچے دین کی اتباع کے واسطے بہت عمدہ ترغیب ذکر کی ہے اور خدا بہت دانا ہے۔ بارخدایا ہم کو ہوائے نفس کے پیچھے چلنے والوں اور شیطان کی راہ میں گم راہ ہونے والوں اور بُری باتوں کو اچھا جان کر ہلاک ہونے والوں سے نہ کر۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

یہ تحریر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے اُمیدوار محمد بن شیخ حسین مرحوم نے لکھی ہے جو مکہ معظّمہ میں مالکیوں کا مفتی ہے۔

حنبلیوں کے مفتی (مکہ معظّمہ)

خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے خاص بندے پر قرآن مجید اتارا، جو اپنی بات میں سچا ہے جس میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ میرا راہ سیدھا ہے۔ اس کی پیروی کرو اور بہت راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گے اور یہ درود وسلام ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو خدا کا پیغام بر اور دوست وخلیل ہے اور اس کی آل واصحاب ومددگاروں و پیروؤں پر۔

پھر بعد ازاں بے شک میں نے اس بزرگ رسالہ کا مطالعہ کیا جو صحیح صاف اور محکم روایات پر مشتمل ہے۔ پس میں نے اس رسالہ کو بروئے دلائل محکم مضبوط شافی کافی فائدہ رساں دیکھا جس کے پڑھنے سے موحدین اہل سنت و جماعت کی آنکھیں خنک ہوتی ہیں اور معتزلہ وخارجیوں و بد مذہبوں اور بدعتیوں کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ وہ بد مذہب جو دین سے یوں نکلتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور یہ مبارک رسالہ وہ ہے جس نے غلام احمد قادیانی کی کجی کو ظاہر کیا ہے اور بے شک یہ قادیانی مسیلمہ کذّاب ثانی ہے، نیز اس کے مؤید کے دھوکے کے ظاہر کیے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لکھنے والے کو اہل اسلام کی طرف سے بہت نیک بدلہ دے اور بہت سا اجر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے پر رحمت بھیجے اور اس کی آل واصحاب سب پر۔

اس تحریر کے لکھنے کا عاجز خلف بن ابراھیم نے جو مکہ شریف میں حنبلیوں کے فتویٰ دینے کا بالفعل خادم ہے، حکم کیا حمد درود وسلام ادا کرتے ہوئے۔

خلف بن ابراھیم

حنفیوں کے مفتی (مدینہ منورہ)

عثمان بن عبدالسلام حنفی رحمۃ اللہ علیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

میں خداے پاک مولیٰ کریم قادر سے اپنے ہر کام اور ہر بات میں توفیق و مدد کا سائل ہوں۔ سب تعریف خداے یگانہ بے نیاز شریک اور اولاد سے پاک کے لیے خاص ہے جس نے بزرگ رسولوں کو روشن دلیلوں اور ظاہر نشانیوں سے بھیجا ہے اور ان کی قبل از نبوت خوارق اور معجزات سے تائید کی ہے۔ اپنے خاتم الانبیاء اور سید الاصفیاء پر جس نے قرآن معجز بیان اُتارا ہے اور اس جلّ و علا نے اس میں فرمایا ہے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارے لیے دین اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور اسلام تمہارے لیے دین پسند کیا۔ وہ کتاب جو سیدھی راہ کی طرف راہنما ہے اور ہر اچھا کام فرماتی ہے جھوٹ اس کے آگے پیچھے سے نہیں آتا۔ دانا ستودہ کی اتاری ہوئی ہے اور دائمی درود اور پورا سلام نبی پر ہو جو خلاصی اور سیدھی راہ کی طرف بلانے والا ہے اور قیامت تک ہر جھوٹے اور ہلاک کرنے والے کا حال بتلانے والا ہے۔ جس کی حدیث صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آخر زمانہ میں دجال سخت جھوٹے ہوں گے تم سے ایسی باتیں کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سنی ہوں گی۔ پس اُن سے ڈرو تم کو گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالیں اور نیز صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جو کوئی ہدایت کی طرف بلائے گا تو اس کے جمیع پیروؤں کا ثواب اس کو دیا جائے گا اور ان کے ثواب سے بھی کچھ کم نہ ہوگا اور جو کوئی گمراہی کی طرف بلائے گا تو اس کے بھی سب پیروؤں کا گناہ اس پر ہوگا اور ان کے بھی گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔

نیز امام احمد و نسائی و دارمی نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ خدا کی راہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور خط کھینچے اور فرمایا کہ ان راستوں سے ہر راہ پر شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے اور یہ آیت پڑھی "**هذا صراط المستقيم فاتبعوه**" اور بے شک یہ میرا سیدھا راہ ہے، اس کی پیروی کر۔ الخ

اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث لکھی ہے کہ بڑی جماعت کی پیروی کرنا بے شک جو اس سے نکلا دوزخ میں پڑا۔ نیز امام احمد نے معاذ بن جبل سے حدیث بیان کی ہے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے، بکریوں کے بھیڑیے کی طرح الگ ہونے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے، پراگندہ ہونے سے بچنا اور جماعت سے ملنا۔

نیز یہ حدیث امام مالک کے مؤطا میں مالک بن انس سے روایت ہے کہ میں تم لوگوں میں دو کام چھوڑتا ہوں جب تک ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے قرآن اور حدیث۔

اور صحیح مسلم میں محمود ابن لبید سے حدیث آئی ہے کہ قرآن سے کھیل کی جاتی ہے اور میں موجود ہوں اور نیز ابویعلیٰ نے ابوذر سے حدیث بیان کی ہے کہ میرا بہت پیارا اور نزدیک تر وہ ہے جو مجھ سے ملے اس عہد پر جس پر مجھے اُس نے چھوڑا۔

نیز بیہقی کی شعب الایمان میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ تم اسلام میں حیران ہوتے ہو جیسے یہود و نصاریٰ متحیر ہیں تمہارے لیے شرع روشن پاکیزہ لایا ہوں اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میری ہی پیروی کرتے۔

نیز حدیث متفق علیہ اور سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی حضرت عائشہ سے ہے کہ جس نے ہماری شریعت کے برخلاف کوئی کام نکالا وہ مردود ہے۔

نیز امام احمد و مسلم اور چاروں نے ابوسعید سے حدیث لکھی ہے کہ جو کوئی تم سے برا کام دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر یہ طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے اگر یہ طاقت نہ ہو تو اس کو اپنے دل سے اور یہ بہت ضعیف ایمان ہے۔

اور درود آپ ﷺ کی آل و اصحاب پر ہو جو سیدھے راہ کے ستارے ہیں اور آپ ﷺ کے خویشاندوں و جماعت پر جو خلقت کے رہنما ہیں۔ بعد ازاں بے شک میں نے اس پیارے رسالہ کے کاغذات کے باغوں میں آنکھوں کے اصیل گھوڑوں کو چرایا اور اس عمدہ تالیف کی سطروں کے گلزاروں کی پاکیزہ زمین میں اپنی سست فکر کے اونٹ کو دوڑایا۔ پس میں نے اس کو یقینی دلیلوں سے تردید کا ذمہ دار پایا۔ جس نے اس دین سے نکلنے والے بدبخت ناکس فریبی (یعنی مرزا قادیانی) کے جھوٹ کو نابود کر دیا۔ اس کی باتوں کے جوہر ناقص عقل کے گمراہ کرنے کے سبب ہیں، کھوٹ

ظاہر کرنے میں یہ رسالہ کافی ہے۔

پس بے شک اس کے مؤلف نے اچھا لکھا ہے۔ یہاں تک کہ نہایت شاندار اور مقصود عمدگی کو پہنچا اور فائدہ پہنچایا۔ خدا اس کو بہت ثواب اور بہشت اور اپنا دیدار عطا کرے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے سردار و پیغمبر محمد ﷺ اور اس کی آل و اصحاب پر درود و سلام بھیجے۔ اس تحریر کو پروردگار کی بخشش کے محتاج عثمان بن عبدالسلام داغستانی جو مدینہ منورہ میں حنفی مفتی ہیں لکھا۔ خدا اس کو بخشے۔

مورخہ ذیعقد ۱۳۰۴ھ

عثمان بن عبدالسلام داغستانی

شافعیوں کے مفتی (مدینہ منورہ)

سید جعفر بن سید اسمٰعیل برزنجی و مفتی سید احمد برزنجی رحمہما اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اس خدا کی ہے جس نے اپنے رسول محمد ﷺ کو ہدایت اور دین کے ساتھ بھیجا اور اُن پر ایسا قرآن اُتارا جو روشن معجزہ ہے اور ہمیشہ کے لیے نشان کمال راستی کی دلیل ہے اور آپ ﷺ کو نبیوں کا ختم کرنے والا اور رسولوں کا سردار اور جہانوں کی رحمت بنایا اور آپ ﷺ کی نبوت کو قیامت تک جن اور آدمیوں کے لیے عام کیا اور اُن کی شرع نے تو سب دینوں کو منسوخ کیا اور اُن کی شرع اور حکم منسوخ نہیں ہوتا اور آپ کے درگاہ الٰہی میں پہنچنے سے قیامت تک پیغمبری کا دروازہ بند ہو گیا۔ پس آپ کے پیچھے آپ کی روشن اور مضبوط شرع کی ہی پیروی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو ہدایت کے امام اور تاریکی میں روشنی کے چراغ اور ان کے پیروؤں پر درود بھیجے جب تک دنیا قائم ہے۔

بعد ازاں ہم دونوں نے اس رسالہ میں خوب تامل کیا تو اس کو مقصود پر روشن دلیل پایا۔ اس کی دلیلیں بد مذہبوں کے شبہوں کی گردنیں کاٹ دیتی ہیں اور اس کے نور شیطانوں کے دھوکوں کے اندھیروں کو نابود کر دیتے ہیں۔ اس نے بہت عمدہ فیصلہ کیا اور حق کا راستہ ظاہر کر دیا۔ اور یہ رسالہ

صراحتاً دین کی یقینی دلیلوں پر شامل ہے اور غلام احمد قادیانی کے فریبوں اور جھوٹ کو اس نے رُسوا کر دیا ہے اور بے شک یہ قادیانی اپنے شیطان بھائیوں کے نزدیک ''احمد'' یعنی قابل تعریف ہے اور اہل ایمان و یقین کے نزدیک یہ '' آذم'' یعنی لائق بہت مذمت کے ہے اور بے شک اس کی بیہودہ باتیں ظاہر گمراہی ہے اور جس الہام کا یہ مدعی ہے وہ شیطانوں کی وحی ہے، نبیوں اور رسولوں کی وحی نہیں ہے اور جب تُو اس کی بناوٹ اور گمراہی میں تامل کرے گا تو اس آیت کا مصداق پائے گا جس کا ترجمہ یہ ہے اور اس طرح کیے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو طمع باتیں فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے۔ سو چھوڑ دے وہ جانے اور اُن کا جھوٹ اور تا جھکیں اس کی طرف دل ان کے جو ایمان نہیں لائے آخرت سے اور وہ اسی کو پسند کریں اور تا غلط کیے جاویں جو غلط کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی بدلنے والا نہیں اس کی کلام کو اور وہی ہے سنتا جانتا اور دراصل قادیانی مسیلمہ کذاب کی طرح گمراہی اور شک میں ہے بلکہ یہ قادیانی شیطان سے اس کا مکروفریب بہت مضر ہے اس لیے کہ شیطان کا معاملہ ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اس کے فریب سے ڈرایا ہے اور یہ قادیانی نے اس جھوٹ کو سچ بنا دکھایا ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت سے شہروں اور بندوں کو فساد سے راحت دے۔ پس ہر مومن پر واجب ہے کہ اس رسالہ کے مضمون سے تمسک کرے اور قادیانی کی براہین احمدیہ کی بناوٹوں سے بچیں اور اس کے افترا سے جو کمینگی اور گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد خاتم النبین ﷺ پر درود بھیجے جس پر قرآن مبین شیطانوں کے وساوس سے محفوظ اُتارا گیا ہے اور اس کی آل واصحاب پر اور سلام سب پر۔

اس تحریر کے لکھنے کا سید جعفر بن سید اسماعیل برزنجی مدینہ منورہ میں شافعیوں کے مفتی نے حکم کیا ہے اور وکیل مفتی شافعیوں کے جو حرم شریف نبوی میں مدرس ہے۔ سید احمد برزنجی اس نے بھی تحریر کی ہے۔

سید جعفر البرزنجی سید احمد البرزنجی

مدرّس مسجد نبوی (مدینہ منورہ)

محمد علی السید بن طاہر السید الوتری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے سارے اپنے بندوں کو اپنی پہچان اور توحید کے لیے پیدا کیا ہے اور تاکہ وہ سب اپنے وجود اور خدا کے وجود میں فرق کریں اور اس کے انعام و بخشش کو جانیں۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس پر کہ ہمارے لیے اس نے دین کے نشان قائم کیے اور ہدایت پانے والوں کے لیے اس کا راہ روشن کیا اور میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اس پر کہ ہماری طرف ایسا نبی بھیجا جس پر پیغمبری ختم کی اور شبہات و گمراہی کے دروازے اس کے ساتھ بند کیے روشن معجزوں سے اس کی مدد کی اور اس کے دین سے سب دین اور حکم منسوخ کیے اور اس کی شرع کو قیامت تک باقی رکھا اور اس پر ایسا قرآن اُتارا جو عمدہ نصیحت اور سیدھا راہ ظاہر کرنے والا نور اور محکم عہد ہے اور خود حق تعالیٰ ہمیشہ کے لیے اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے کہ جھوٹے اس کو بدل نہ سکیں گے اور دین سے پھرنے والے اس میں کجی نہ کر سکیں گے، یعنی دیندار لوگ ان کی تردید کر کے حق ظاہر کر دیں گے۔ سو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحمت کرے اور آپ کی آل و اصحاب پر بھی جس نے ان کی پیروی کی خود آپ ﷺ کی پیروی کی اور جو ان کی راہ سے پھرے بے شک اس نے ظلم کیا اور حد سے گزرا۔

بعد ازاں جب میں نے اپنی آنکھوں سے اصیل گھوڑوں کو ایسے روشن رسالے کے میدانوں میں جولان دیا جو سچے دین کی پیروی پر عمدہ برانگیخت پر شامل ہے۔ اور اس کی طرف بلا رہا اور حرص دلا رہا اور اس پر ترغیب دے رہا ہے اور یہ دیکھنا اس کا جلدی کی حالت میں تھا باوصف از حد کثرت اشغال اور دل پر ہجوم غموں کے حال میں تو اس رسالہ پر میں نے تحقیق کے نور ظاہر پائے اور اس کی دلیلیں روشن مضبوط ظاہر پائیں۔

یہ رسالہ دین کی یقینی باتوں کو جمع کرنے والا ہے۔ بے دینوں گمراہ کرنے والوں کی شبہوں کی تردید کا ذمہ دار ہے۔ اس بد مذہب جھوٹے دعویٰ کرنے والے کے عیب کو رسوا کرنے والا ہے جس کا نام غلام احمد قادیانی ہے۔ شیطان کا پوتا جو گمراہی اور بدراہ کرنے میں اپنے دادے شیطان سے ہزار درجہ بڑھ گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے بنانے والے کو عمدہ ثواب دے۔ اس لیے کہ دین اسلام کی حدوں کی محافظت کی ہے۔ سخت جھوٹے گمراہ کنندے کے فریبوں کو براہین سے باطل کر کے جس سے اس نے عوام جاہلوں اور غافلوں کے دلوں میں شک داخل کر دیے تھے۔ پس ہر مسلمان پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اس کی کتابوں و رسولوں کو سچا جانتا ہے واجب ہے کہ یہ اعتقاد اور یقین کرے کہ صاحب اس رسالہ نے جو رد لکھا ہے وہی سچ اور موافق قواعد ایمان کے ہے۔ اور بے شک جو براہین احمدیہ والے اور اشاعۃ السنہ والے نے کہا ہے وہ نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔

پس سچ کے پیچھے گمراہی ہی ہوتی ہے اور جو مسلمانی کے سوا دین اختیار کرے گا وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ شخص قیامت میں نقصان والوں سے ہوگا۔ تیرا رب راستہ بھولنے والوں کو جانتا ہے اور ہدایت پانے والوں کو بھی جانتا ہے۔ بے شک تمہارے رب کی طرف سے نصیحتیں آتی ہیں جس نے دیکھا اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا ان سے ہوا اپنا نقصان کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو سیدھے اور ہدایت کے راستہ پر قائم رکھے اور ہم سب کو گمراہی کے راستوں سے بچائے۔ وہ ہر شے پر قادر ہے اور دعا قبول کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور مالک محمد ﷺ پر رحمت کرے جس نے فرمایا ہے کہ جس کو خدا راہ دکھائے کوئی اس کو بدراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے کوئی اُس کا راہنما نہیں اور اس کی آل، اصحاب اور تابعین اور ہم سب پر رحمت کرے۔ آمین۔

یہ تحریر اپنی زبان سے کہی اور قلم سے لکھی ہے۔ عاجز بندے محمد علی طاہر وتری حسینی حنفی مدنی نے جو مسجد شریف مدینہ منورہ میں علم دین وحدیث کا مدرس ہے۔

۲۱ ذی قعدہ ۱۳۰۴ ہجری

محمد علی السید بن طاہر السید الوتری

مفتی محمد بن عبد القادر باشہ

(مشہور علماے پٹنہ سے)

سب تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے قرآن مجید آدمیوں اور جنوں کے سردار پر اُتارا اور اس سے جھوٹ اور شرک اور سرکشی کو نابود کیا اور درود وسلام اس کے پیغمبر محمد ﷺ پر اور اس کی آل واصحاب اور نیکی سے ان کے پیروؤں پر ہمیشہ ہو۔

بعد ازاں میں نے غلام احمد قادیانی کی براہین احمدیہ واشتہار سے اس کی بعض لغزشوں کا مطالعہ کیا۔ پس ان کو شیطانی بناوٹوں سے پایا۔ وہ رحمانی الہام نہیں ہیں بلکہ نرا بہتان اور بیہودہ گوئی۔ پس جس نے اس کی پیروی کی وہ نقصان والوں سے ہے۔ اور اس رسالہ کی عمدہ تردیدات کو بھی میں نے دیکھا ہے۔ پس ان سے دل کو آرام آیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہت سے برادران اہل سنت وغیرہم، اللہ تعالیٰ کے فضل سے نجات پالیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے مؤلف کو اونچی بہشت بدلہ دے۔ اس تحریر کو عاجز محمد بن عبد القادر باشہ پٹنہ کے باشندے حنفی نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخشے اور ان سب سے احسان کرے۔ فقط

محمد بن عبد القادر باشہ

تمام ہوئی تقریظات حضرات علماے حرمین محترمین کی۔

اب واضح رہے کہ فقیر کاتب الحروف نے اول جو اردو میں رسالہ بنام تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ لکھ کر مشاہیر علماے پنجاب وغیرہ کو ملاحظہ کرایا تھا جس پر ان حضرات نے تقاریظ لکھیں تھیں۔ ہر چند پھر اس کے اکثر مضامین کو لباس عربی پہنا کر حرمین شریفین بھیجا گیا تھا جو وہاں کے مفتیان عظام ومدرسان کرام وغیرھم کی تصدیق وتعریف سے مزین ہوا جو اوپر ہو چکی ہیں اور یہ امر موجب اس کے زیادہ اعتبار واسناد کا ہوا، مگر تاہم ان تقاریظ علماے پنجاب وغیرہ کا بھی یہاں پر درج کر دینا مناسب نظر آیا اور وہ یہ ہیں چونکہ اختتام اس رسالہ کا شہر امرتسر میں ہوا تھا اس لیے اول وہاں کے مشاہیر علما نے اس کو ملاحظہ کر کے تقریظات لکھی تھیں جو پہلے درج ہوتی ہیں۔

(مشہور علماء امرتسر سے)

مولوی غلام رسول امام مسجد میاں محمد جان رحمۃ اللہ علیہ

باسمه العلی الاعلیٰ و الصلوة علی نبیه المصطفیٰ و آله المجتبیٰ

مخفی نہ رہے کہ اس احقر نے نسخہ متبرکہ ''تحقیقات دستگیریہ'' جو ہفوات صاحب براہین احمدیہ کے رد میں تالیف حضرت بلند ہمت شریف النسب عالی حسب جناب مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب کا ہے حرف بحرف ابتداء سے آخر تک مطالعہ کیا نسخہ شریف مذکورہ کو مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے پایا اور جناب مولوی صاحب موصوف نے جو الہامات اس کتاب میں براہین احمدیہ سے نقل کیے ہیں وہ بعینہٖ میں نے براہین احمدیہ میں مندرج پائے ہیں۔

مجھے ظن غالب ہے کہ مصنف براہین احمدیہ مرض مالیخولیا میں گرفتار ہیں اسی سبب سے صورت متخیلہ موہومہ کو امور مذعنہ الہامیہ قرار دینے میں لاچار ہیں ورنہ باوجود سلامت عقل وحواس اور باوجود ادّعا اسلام ایسے الہامات واہیہ کے مدعی نہ ہوتے۔

اللّٰهم اکرمنا بکرامة العلم و نوّر قلوبنا بنور الفهم . هذا و آخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمین .

نمقه أحقر العباد اللّٰه الغنی غلام رسول الحنفی بقلم خود .

مولوی احمد بخش، مدرس مدرسۃ المسلمین امرتسر

باسمه سبحانه یحمد احمد و یصلی بعده این کس رساله هذا را از اول تا آخر بلفظ دیده موارد و اعتراضات را از براهین هم مشاهده نمود فی الحقیقة بعض مزخر فاتش رابطور نمونه جواب داده آمد تابفحوائے قیاس کن ز گلستان من بهار مرا اباطیل باقید بر آن قیاس نموده شود خداوند کریم مولانا مصنفه را (که همیشه کمر همت بحمایت دین بسته دارند در استیصال خلاف مخالفین بمساعی جمیله خود مشکور اسلامیان اند وچرانباشد که کمالات حسبی و نسبی ضمیمه خوبیها کسبی و وهبی از حق سبحانه دراند) جزائے خیر دهار که در چنوے وقت که

باغربت اسلام همقر انست این چنیں احسان برزمره اهل سنت گذاشته اند.

فقط حرره ابو عبیدالله احمد بخش عفی الله عنه وابقاه با البهش بقلم خود.

مولوی نورالدین مدرس مدرسۃ المسلمین، امرتسر

جو کچھ مولوی صاحبان مولوی غلام رسول اور مولوی احمد بخش صاحب نے رسالہ ہذا کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے وہ عین صواب ہے اور اس سے میرا اتفاق رائے ہے۔ فی الواقع رسالہ ہذا جمیع متبعین سنت کے لیے وساوس شیطانی وہواجس نفسانی کے خطرات سے محفوظ رکھنے کی سپر قوی ہے اور سبحانہ تعالیٰ جناب مولوی صاحب مؤلف رسالہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حررہ عبداللہ المسکین نورالدین عفی عنہ بقلم خود۔

نورالدین

مشہور علماے لاہور سے

حضرت مولوی غلام محمد صاحب بگوی (امام بادشاہی مسجد لاہور)
ومولوی نور احمد (امام صاحب جامع مسجد انارکلی)

ظاهرا أقوال الهاميه براهين أحمديه مع تاويلات فاسده صاحب اشاعة السنه مخالف عقائد اهل السنة و الجماعة وغير مستند ست اهل اسلام ولازم كه از اتباع اين چنيں اشخاص و مطالعه اين چنيں الهامات واهيات بركنار باشد و اين تحقيقات و ترديد الهامات مستند اند بكتب مقبوله اهل السنة الحق احق ان يتبع . فقير غلام محمد بگے والا عفى عنه بكرمه و منه بقلم خود اصاب من اجاب

فقیر نور احمد امام مسجد انارکلی بقلم خود۔

غلام محمد

نور احمد

مشہور علمائے جہلم سے

مولوی نور احمد صاحب ساکن کھائی کوٹلی ضلع جہلم

الہامات صاحب براہین احمدیہ وتاویلات صاحب اشاعۃ السنہ بالکل مخالف شرع اند و مضمون وعبارات رسالہ شریفہ ہذا صحیح بلکہ اصح و ہدایت کنندہ گمراہان براہ حق جزاہ اللہ سبحانہ مولف خیر الجزاء۔

فقیر نور احمد ساکن کھائی کوٹلی جہلم بقلم خود۔ نور احمد

مولانا مفتی حافظ محمد عبداللہ ٹونکی مدرس اعلیٰ مدرسہ یونیورسٹی لاہور

الحمد لولیہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ محمد و آلہ وصحبہ أما بعد !

نحیف نے اس رسالہ کو اکثر مقاموں سے دیکھا جن میں حضرت مؤلف نے صاحب براہین اوران کے اعوان کو معقول الزام دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کو اس حسن کوشش کی جزائے خیر دے۔ حضرت مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ نے مؤلف براہین احمدیہ پر مدعی نبوت ہونے کا بھی الزام لگایا ہے۔ میری رائے میں یہ الزام بھی صحیح اور درست ہے اس لیے کہ قطعی اور یقینی طریق سے من جناب اللہ ایسے مضامین کا منزل علیہ ہونا جن کی تبلیغ ضروری ہو عرف شرع میں خواص رسالت یا نبوت سے ہے اور مؤلف براہین کو اس منصب کے حصول کا دعویٰ ہے۔ پس اس کے مدعی نبوت ہونے میں کیا اشتباہ ہے!۔

پہلے مقدمے کا ثبوت یہ ہے کہ رسالت کے مفہوم لغوی اور ان آیات واحادیث میں غور کرنے سے جن میں انبیا علیہم السلام کے اوصاف اور حالات بیان ہوئے ہیں بخوبی معلوم ہوتا ہے اور دوسرا مقدمہ یوں ثابت ہوتا ہے کہ مؤلف براہین کو من جانب اللہ قطعی اور غیر یقینی طریق سے اپنے منزل علیہ ہونے کا تو صریح دعویٰ ہی ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ مضامین علی العموم واجب التبلیغ بھی ہیں۔ اس پر یہ الہامی فقرے (مصنوعی) شاہد ہیں:

”واتل علیهم ......ما اوحی الیک من ربک...... قل انما انا بشر مثلکم یوحٰی

الی انما الٰھکم الہ واحد...... قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ............ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مومنون''

اس پچھلے فقرے (مصنوعی) کی تشریح میں مؤلف براہین نے لکھا ہے کہ؛

> ''میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے یعنی خدائے تعالیٰ کی تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائق الٰہیہ سے اطلاع بخشنا، یہ سب خدا کی شہادت ہے جس کو قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہے۔ انتھیٰ

اس بیان میں مؤلف براہین نے اور لوگوں پر بھی اپنے الہام کے حجت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لیے کہ اگر ان کا الہام اوروں پر حجت نہ ہو تو ان کو قبول کرنا ایمانداروں پر فرض کیوں ہو۔ کیا غیر حجت کا بھی قبول کرنا ایمانداروں کا فرض ہوتا ہے؟ اس بیان سے مدعی نبوت ہونے کے الزام کی پہلی دلیل تمام ہوئی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ مؤلف براہین نے اپنے بنائے ہوئے الہامی فقرے **جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء** کی تشریح میں لکھا ہے:

> ''اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور موردِ وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّہ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے۔'' انتھیٰ

اس لیے کہ جب منصب ارشاد و ہدایت اور موردِ وحی الٰہی ہونا حلّہ انبیاء ہوا تو جو شخص اپنے سے اس منصب شریف کے حصول کا مدعی ہوا، اس کے مدعی نبوت ہونے میں کیا کلام ہے۔

رہا یہ فقرہ کہ غیر نبی کو بطور مستعار ملتا ہے اس کا مطلب کما حقہ ذہن نشین نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر نبی کو کسی دوسرے نبی کی اتباع کے ذریعے سے یہ منصب حاصل ہوتا ہے اور نبی کو بلا توسط اتباع دوسرے کے، یا یہ کہ نبی بعد حصول منصب مذکور دوسرے نبی کا تابع نہیں رہتا اور غیر نبی کو کسی دوسرے نبی کی اتباع کے ذریعے سے یہ منصب حاصل ہوتا ہے اور نبی کو بلا توسط اتباع دوسرے کے، یا یہ کہ نبی بعد حصول منصب مذکور دوسرے نبی کا تابع نہیں رہتا اور غیر نبی بعد حصول منصب مذکور بھی کسی نبی کا تابع رہتا ہے تو یہ تفریق غلط ہے، اس لیے کہ نبی کے نبی ہونے

میں نبوت سے پہلے یا نبوت کے بعد دوسرے نبی کا تابع ہونا لغت یا شرع سے مفہوم نہیں ہوتا بلکہ بہت سے انبیاے نبی اسرائیل علیہم السلام موسوی شریعت کے تابع تھے اور خود جناب رسول مقبول علیہ السلام کو جا بجا اتباع ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہوتا ہے بلکہ مؤلف براہین تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی موسوی شریعت کا خادم اور تابع قرار دیتے ہیں اور جو یہ غرض ہے کہ نبی سے یہ منصب مسلوب نہیں ہو سکتا اور غیر نبی سے مسلوب ہوسکتا ہے۔ پس یہ تفریق بھی غلط ہے اس لیے کہ نبوت کی حقیقت میں یہ شرط بھی لغتاً یا شرعاً مفہوم نہیں ہوتی بلکہ بعض آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ خود انبیا علیہم السلام سے بھی اس منصب شریف کا مسلوب ہوسکنا مقدور جناب ایزدی ہے گو اس امر کا وقوع نہیں ہوتا۔ **اللّٰہ أعلم حیث یجعل رسالته**' اور جو یہ غرض ہے کہ غیر نبی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں شریعت پر عرض کا کرنے کا محتاج ہے اور نبی کو اس عرض کی حاجت نہیں تو اس سے کیا لازم آیا کہ غیر نبی کے وحی یا الہام قطعی اور یقینی نہ ہو۔

اولاً اس لیے کہ شریعت کا اس لیے اتباع ضروری ہے کہ وہ من جانب اللہ ہے جس کا من جانب اللہ ہونا بھی بالواسطہ معلوم ہوا ہے اور جب اس غیر نبی کو بھی اپنی وحی کے من جانب اللہ ہونے کا بلاتوسط ظاہری اور یقینی طریق سے انکشاف تام ہوگیا تو اب اس کو اپنی وحی کی تصدیق یا اس پر عمل کرنے میں عرض شریعت کی حاجت کیا ہے۔

ثانیاً اس لیے کہ احکام شرعیہ کا جزو اعظم احادیث صحیحہ ظنی الثبوت اور آیات قرآنیہ ظنی الدلالة سے ثابت ہوا ہے۔ پس چاہیے کہ بالخصوص ان احکام پر عرض کرنے کے ملہم غیر نبی کو اصلاً ضرورت نہ ہو کیا یقینی الثبوت والدلالة کا عملاً یا اعتقاداً تسلیم کرنا کسی ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کی شہادت پر موقوف ہوسکتا ہے بلکہ درصورت عرض بر تقدیر تخالف اس حدیث صحیح اور اس آیت کے مدلول ظاہری کو ملہم غیر نبی کے حق میں ترک کرنا ضروری ہو۔ اس لیے کہ یقینی الثبوت والدلالة کے مقابل میں ظنی الثبوت یا ظنی الدلالة کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا۔ اس مقام میں یہ کہنا کہ یہ الہام قطعی شریعت کے مخالف ہوتا ہی نہیں- غلط ہے اس لیے کہ الہام قطعی کا واقع نہ ہونا تو بے شک مسلم ہے۔ لیکن مذکورہ بالا احادیث سے جن کے موضوع اور خلاف واقع ہونے کا بھی احتمال ہے الہام قطعی کا مخالف نہ ہو سکنا غیر مسلم '**و من یدعی فعلیه البیان**'۔

اور جو مذکورۃ الصدور فقرہ سے یہ غرض ہے ہی کہ نبی کو اپنے الہام کے فہم مطلب میں اشتباہ اور التباس نہیں ہوتا برخلاف غیر نبی کے کہ اس کو اپنی وحی کے فہم مضمون میں اشتباہ اور التباس رہتا ہے تو یہ توجیہ بھی غلط ہے اس لیے کہ جب اس وحی کے معانی خود منزل علیہ پر مشتبہ ہوئے تو اس الہام کے الہام ہدایت یا الہام ضلالت ہونے میں اس کی بھی امتیاز ہو اور اس کے من جانب اللہ ہونے کا کیونکر یقین کیا!۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذکورہ بالا فقرہ نبی اور غیر نبی میں واقعی اور حقیقی امتیاز نہیں پیدا کرتا۔ صرف عوام کی لغزش کھا جانے کے لیے بڑھا دیا گیا ہے اور اس لیے صریح لفظ نبی یا رسول کے اطلاق سے ہی مؤلف نے کس قدر احتیاط کی ہے ورنہ خواص نبوت یا رسالت کے لیے اپنے لیے ثابت کرنے میں میری رائے میں کوئی فروگذاشت نہیں کی ہے۔

هذا ما يخطر بالبال والله أعلم بحقيقة الحال
نمقه العبد الضعيف المفتي محمد عبدالله عفى الله عنه
المدرس الاول بالمدرسة العالية فى لاهور

(عرض مصنف)

باسمہ سبحانہ اس فتویٰ حرمین محترمین زادہم اللہ تعالیٰ حرمۃ سے جمیع اہل اسلام خاص و عام پر بخوبی روشن ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کی براہین احمدیہ والی بلند پروازیوں نے ہی ان کو بشہادت مفتیان عرب وعجم دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے وہ ہرگز الہام ربانی کے مورد نہیں، یقیناً القائے شیطان کے مصدر ہیں۔

ہر چند فقیر مؤلف -کان اللہ- نے ابتدائے ۱۳۰۲ھ سے اولاً بذریعہ خط وکتابت ثانیاً بوسیلہ اشتہارات بہت کوشش کی کہ مرزا صاحب مناظرہ سے تحقیق حق کر کے اسلام میں رخنہ اندازی سے باز آجائیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کی تائید پر غرّہ نہ ہو جائیں مگر بقضائے الٰہی موثر نہ ہوا۔ تب فقیر نے رسالہ مرقومہ بالا ۱۳۰۳ھ میں حرمین شریفین زادہما اللہ سبحانہ شرفاً میں بھیج کر فتویٰ لیا۔

۱۳۰۵ ہجری میں جب یہ فتویٰ آیا تب راقم نے امرتسر جا کر مرزا صاحب کے دوستوں کو دکھلایا

اوران کی معرفت مرزا صاحب کو بلوایا کہ وہ بچشم خود اس کو ملاحظہ کر کے تائب ہو جائیں تو اس کو شائع نہ کیا جائے۔ اس پر مرزا صاحب نہ آئے، فقیر نے بنظر خیر خواہی اسلام اس کے شائع کرنے میں تعویق کی، شاید مرزا صاحب روبراہ ہو جائیں۔

پھر مرزا صاحب نے جب ضروری اشتہار ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء میں اپنے مثیل مسیح ہونے کے دعویٰ میں کئی علماے دین سے مباحثہ کے واسطے ان کے نام درج کیے اور اخیر میں فقیر کا نام بھی تحریر کیا تو اس کے جواب میں فقیر نے رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ میں دو ورقہ اشتہار شائع کر کے مختصر حال اس فتویٰ کا اور اپنی مستعدی مناظرہ کے لیے ظاہر کی، اور ادّعاے مثیل مسیح کو بھی باطل کیا۔

ان کی طرف سے اس کا جواب نہ آیا بعد ازاں رمضان شریف ۱۳۱۰ ہجری میں حافظ یوسف ضلعدار نے مرزا صاحب یا ان کے نائب سے مناظرہ کے واسطے تحریک کی فقیر نے تحریر کر دی کہ میں حاضر ہوں۔

تاریخ مقررہ پر نہ مرزا صاحب آئے نہ کوئی نائب ان کا مختار نامہ لے کر آیا۔ برعکس محمد احسن امروہی نے فقیر کے فرار کا اشتہار بنام ''اتمام الحجۃ'' شائع کر دیا۔ اس کے جواب میں ایک مدرسہ قصور نے اولاً اس کی تبکیت میں اشتہار شائع کیا۔ ثانیاً فقیر نے ۱۳۱۱ ہجری میں دوسرا اشتہار چھپوا دیا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ مرزا صاحب کی پہلی رخنہ اندازی اسلام کے علاوہ جس پر حرمین مکرمین زادہما اللّٰہ تعظیما سے ان کے بارے میں فتویٰ آ چکا ہے انہوں نے دعویٰ مخترعہ مسیحیت میں رسالہ فتح الاسلام و توضیح المرام، ازالہ اوہام شائع کیے ہیں، ان میں نبوت و رسالت کا کھلا کھلا دعویٰ کر دیا ہے جس سے مولوی محمد حسین بٹالوی (۱) جیسے ان کے مؤید اور ثنا خواں بھی ان کے سخت مخالف ہو کر واشگاف اور صاف صاف ان کی تکفیر کر رہے ہیں اور مرزا صاحب اور محمد احسن جیسے ان کے مریدوں کو ذرّہ بھی غیرت نہیں کہ مجمع علما میں اپنی بریت ظاہر دکھائیں، صرف دھوکہ بازیوں سے کام چلا رہے ہیں۔

---

(۱) چونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اب مرزا صاحب کی تائید چھوڑ دی بلکہ ان کی تکفیر پر کمر باندھ لی ہے تو اب رسالہ رجم الشیاطین میں جو ان کی تردید تھی اب وہ اس سے بری ہیں، خدا کرے آیات قرآنی کو کلام غیر بنانے کی بھی خود ہی تردید کر دیں۔ واللّٰہ ہو الہادی ۱۲ منہ عفی عنہ

ان کی طرف سے جب اس کا جواب بھی کچھ نہ ملا، تو فقیر نے اخیر صفر ۱۳۱۱ ہجری میں اور اشتہار جاری کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب مرزا صاحب کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر وہ فتویٰ حرمین شریفین شائع کیا جاتا ہے جس سے مرزا صاحب کی ضلالت و بطالت ظاہر ہو جائے گی۔ نیز ان کے پچھلے رسالوں کے نمبر صفحہ کے حوالوں سے درج کیا گیا ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۸ توضیح المرام اور صفحہ ۱۹۲، ۱۹۷، ۶۷۵، ۶۸۷، ۶۹۷ رسالہ ازالہ اوہام سے صاف صاف ان کا دعویٰ نبوت و رسالت متحقق ہے۔ پھر حضرت مسیح کی اکثر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعض پیشین گوئیوں کو غلط لکھا ہے۔ ۶، ۷، ۸ صفحہ ازالہ میں دیکھو اور حضرت مسیح و سلیمان کے معجزوں کو شعبدہ بازی اور بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے درج کیا ہے۔ اسی ازالہ کے ص ۳۰۲ میں دیکھو اور چار سو نبی کو جھوٹا لکھ دیا اور ان کی وحی میں دخل شیطان ثابت کیا ہے۔ اسی ازالہ اوہام کے ص ۶۲۷ سے ۶۲۹ دیکھو اور حضرت مسیح کی وفات کے ادّعا میں قرآن مجید کی آیتوں میں تحریف کر کے کمال دھوکہ دہی کی ہے۔ جدول مندرجہ صفحہ ۳۳۰ سے ۳۳۲ میں اسی ازالہ کو دیکھو۔ اس اشتہار پر بھی نہ خود مدعی مسیحیت کو، نہ ان کے کسی مرید کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ محض علماء میں اپنی بریت کرتے یا اس کا جواب شافی دیتے۔ سچ ہے: **الحياء من الايمان** .

پھر ربیع آخر ۱۳۱۱ ہجری میں جو مرزا صاحب اپنے جدید سسرال کے ہاں چھاؤنی فیروز پور میں آئے تو کئی مسلمانوں نے اس سے دعویٰ مسیحیت کا ثبوت طلب کیا۔ اس پر مرزا صاحب نے مختصر تقریر کے بعد جواب دیا کہ کسی عالم کو ہمارے پاس لے آؤ، ہم ان کی تسلی کر دیں گے، پھر جلدی سے قادیان کو سدھارے۔

دوسری مرتبہ ۱۲ جمادی الاولیٰ کو جب وہاں آئے تو فقیر کو وہاں کے بعض اہل اسلام نے تحقیق حق کے لیے بلایا، فقیر نے وہاں جا کر ان کی مذکورہ بالا تصانیف سے ان کا دعویٰ نبوت، توہین انبیا و غیرہ ما سب کو دکھلایا۔ چنانچہ ان کی سمجھ میں آیا اس پر انہوں نے مرزا صاحب سے فقیر کے ساتھ تقریر کرنے کی درخواست کی جس پر جواب ملا ہم کو الہام ہوا ہے کہ مولویوں سے مباحثہ نہ کریں۔ تب لوگوں نے کہا کہ آپ کے کہنے سے ہم نے بلوایا تھا۔

آخرش بعد تکرار بسیار مرزا صاحب نے بذاتِ خود مناظرہ سے اور اپنے شاگرد و مرید حکیم نورالدین و محمد احسن امروہی سے بھی درمیان میں بیٹھ کر مباحثہ کرنے سے انکار کیا۔ اس پر چھاؤنی فیروز پور کے پچیس معتبر اہل اسلام کی شہادت سے مطبع صدیقی فیروز پور میں اشتہار شائع ہوا کہ واقعی مرزا صاحب مدعیٔ نبوت ہیں اور انبیاے کرام کے توہین کنندہ اور جواب دینے سے صریح گریز ہے۔

اس پر جب ان کے سخت مخلص حافظ محمد یوسف مذکور کو یہ شکست فاش ناگوار معلوم ہوئی تو پھر وہاں جا کر دوسری مرتبہ مرزا صاحب کو مناظرہ میں شامل ہونے کے لیے آمادہ کیا اور امرتسر سے بنام مولوی محمد احسن امروہی اشتہار جاری کیا کہ مکفرین مرزا صاحب دسمبر کی تعطیلوں میں لاہور آ کر مناظرہ کریں۔ میں مشتہر یا حکیم نورالدین مناظرہ کریں گے۔

اس پر فقیر نے مرزا صاحب سے اقرار تحریری شمول جلسہ مناظرے کا بذریعہ خط رجسٹری لے کر دو روز قبل از تاریخ مقررہ وارد لاہور ہو کر دس دن برابر لاہور میں رہا۔ نہ مرزا صاحب آئے نہ دونوں مناظر حاضر پائے۔ حکیم فضل الدین و برہان الدین مناظرہ کو آئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ مرزا قادیانی کا مختار نامہ لے آئیں۔ فقیر حاضر ہے۔ پھر آج تک ان کی طرف سے صدائے برنخاست۔

اب اللہ تعالیٰ سے سرخرو ہونے کو یہ رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ عنقریب اس کا دوسرا حصہ فتح اسلام و توضیح المرام و ازالۃ الاوہام کی بعض سخت قباحتوں کی تردید جن کا ذکر اوپر گزرا ہے شائع ہوگا۔ **و ما توفیقی الا باللّٰہ علیه توکلت و اِلیه اُنیب.**

المرقوم ۱۸؍ صفر ۱۳۱۲ھ
محمد ابو عبد الرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری